اوم

'OM' DELHI

MARCH 1978

Price Rs. 3-00



روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک
ماہنامہ

اوم

بازار اجمیری گیٹ دہلی ۶

بابت ماہ مارچ ۱۹۷۸ء

قیمت فی پرچہ ۳/- روپے
سالانہ چندہ ۲۸/- روپے
وی۔پی منگوانے پر ۴/- روپے زائد

اسی چندہ میں
سالنامہ شانتی انک
بابت جنوری فروری ۷۸ء
قیمت ۱۴/- روپیہ بھی دیا جاوے گا

غیر ممالک سے سالانہ چندہ :-
بذریعہ بحری ڈاک ۱۰۰/- روپے
بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰۰/- روپے

چیف ایڈیٹر : گورکھ ناتھ نندہ
ایڈیٹر :- برہمانند نندہ

فہرست مضامین

شری برہمانند نندہ ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر و مالک نے اعلیٰ پرنٹنگ پریس گلی سوداگراں بلیماراں دلی سے چھپوا کر رسالہ اوم مکان نمبر ۴۰۶۲
بازار اجمیری گیٹ دہلی ۶ سے شائع کیا

فہرست مضامین

منی آرڈر بھیجتے وقت اور خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں جو کہ پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے ۔ اگر پتہ والی چٹ میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں اطلاع دیں (منیجر اوم)

FORM IV RULE B　　فارم 4 رُول بی

ماہوار رسالہ اوم دہلی کی ملکیت اور دُوسری تفاصیل کے متعلق

۱۔ مقام اشاعت :۔ دہلی ۶　(۲) اشاعت کی میعاد :۔ ماہوار　(۳) پرنٹر کا نام :۔ برہمانند نندہ　(۴) قومیت :۔ بھارتی

۵۔ پتہ :۔ معرفت رسالہ اوم ۔ مکان نمبر 4062 اندرون بازار اجمیری گیٹ، دہلی ۶

۶۔ پبلشر کا نام :۔ برہمانند نندہ　(۷) قومیت بھارتی　(۸) ایڈیٹر کا نام :۔ برہمانند نندہ　(۹) قومیت :۔ بھارتی

۱۰۔ پتہ :۔ معرفت رسالہ اوم مکان نمبر 4063 اندرون بازار اجمیری گیٹ، دہلی ۶

۱۱۔ اُن افراد کا نام اور پتے جو اخبار کے مالک یا شراکت دار یا کل سرمایہ کے حصہ دار ہیں :۔ برہمانند نندہ واحد مالک۔

۱۲۔ تصدیق :۔ میں برہمانند نندہ پرنٹر، پبلشر، ایڈیٹر اور مالک رسالہ اوم دہلی اعلان کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا تفصیل میرے علم و یقین کے مطابق سچ ہیں۔

پبلشر کے دستخط :۔ بقلم خود برہمانند نندہ مورخہ ۱ فروری ۱۹۷۸ء

ضروری نوٹ

رسالہ "اوم" کے معزز خریداران توجہ دیں

۱۔ اپنے پتہ والی چٹ کو بغور ملاحظہ فرمادیں اور اگر اُس میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں فوراً مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ غلط پتہ کی وجہ سے پرچہ ڈاک میں گم نہ ہو۔

۲۔ پتہ والی چٹ سے اپنا خریداری نمبر اپنی پاکٹ بک میں نوٹ کریں اور بوقت خط وکتابت یا منی آرڈر بھیجتے وقت اس کا حوالہ ضرور دیں تاکہ آپ کے حکم کی تعمیل فوراً ہو سکے۔

۳۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا نام اور پورا پتہ خوشخط لکھیں اور خریداری نمبر بھی ضرور لکھیں۔ اگر خریداری نمبر یاد نہ ہو تو یہ ضرور لکھیں کہ میں پرانا خریدار ہوں اگر آپ نئے خریدار ہیں تو یہ بھی لکھیں کہ میں نیا خریدار ہوں۔

۴۔ پرچہ نہ ملنے کی شکایت اُسی ماہ کی ۱۵ تاریخ کے بعد اور 20 تاریخ کے اندر ضرور کر دیں۔ ہم پرچہ دوبارہ فری بھیج دیں گے۔ دو۔ دو، تین تین ماہ کے بعد شکایت کرنا اصولاً غلط ہے۔ ہر ایک خریدار کو قواعد کی پابندی لازمی کرنی چاہیئے۔

۵۔ سالنامہ "شانتی انک" جنوری اور فروری ۱۹۷۸ء گویا دو ماہ کا پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری ۱۹۷۸ء کا کوئی پرچہ شائع نہیں ہوا۔ اس لئے اس کے نہ پہنچنے کے متعلق شکایت کرنا بے سود ہے ہم ایسی چھٹیوں کا جواب نہیں دینگے۔ کیونکہ شانتی انک صفحہ ۱ پر ہم اس امر کا اعلان شائع کر چکے ہیں۔

۶۔ منی آرڈر صرف رسالہ اوم دہلی کے نام بھیجا کریں۔ کسی ذاتی نام پر ہرگز نہیں اور چیک بنام "اوم" دہلی THE "OM" DELHI ہونا چاہیئے۔ دہلی سے باہر کے چیک پر چار روپے /4 زائد ارسال کریں یا دہلی کے کسی بنک کا ڈرافٹ بھیجیں۔

۷۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ بھیجنے کی کرپا کریں۔

منیجر

شنکا سمادھان

زہر اور امرت

شنکا:۔ شوجی مہاراج کے گلے میں سانپ لٹکے رہتے ہیں۔ جیساکہ ان کی تصویر سے ظاہر ہوتا ہے۔ سانپ تو ایک نہایت زہریلا اور بھیانک جانور ہے۔ ادھر شوجی مہاراج آشو توش (سب کامناؤں کو پورن کرنیوالے) پرم شانت اور نرگن برہم کے پرتیک مانے گئے ہیں۔ نامعلوم ان کو سانپ کیوں اس قدر پیارے ہیں۔ اس شنکا کا اُتر رسالہ ادم" میں شائع کر کے کرتارتھ کریں۔ دھنیہ واد

بنا ہو رام کھربندہ
عوض خاص نئی دہلی ۸/۲

اُتر: واقعی سانپ اتنا بھیانک جانور ہے کہ اس کو دیکھتے ہی دہشت سے انسان کانپ اٹھتا ہے۔ یہاں تک کہ اندھیرے میں اگر رسی پڑی ہو اور اس میں سانپ کا وہم ہو جائے۔ تو انسان ڈر کے مارے بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر غلطی سے سانپ کے اوپر پاؤں آجاوے۔ اور سانپ ڈس لے تو موت یقینی ہو جاتی ہے۔ پھر حیرانگی ہے کہ کالے پھنیر سانپوں کو شوجی مہاراج نے اپنے گلے کا ہار بنا رکھا ہے۔ یہ ایک قابل غور معاملہ ہے۔

سناتن دھرمی ہندو سانپ کو دیوتا تصور کرتے ہیں۔ اور کئی جگہ ان کی پوجا ہوتی ہے۔ ہر سال ناگ اشٹمی منائی جاتی ہے۔ بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ لوگ ناگوں کو دودھ پلاتے ہیں۔ اور سانپوں کو مارنا گناہ سمجھتے ہیں۔ شیش ناگ کی شیا (بستر) پر بھگوان وشنو لکشمی سہت نواس کرتے ہیں۔ تمام پرتھوی کا بھار شیش ناگ پر ہی ہے۔ جیساکہ وشنو سہسر نام میں لکھا ہے

مہا بھرت — شیش ناگ کے روپ میں پرتھوی کے بھار کو دھارن کرنے والے۔

سنا گیا ہے کہ جب تک سانپ کے اوپر پاؤں نہ آجاوے۔ یہ خود بخود کسی کو نہیں کاٹتا۔ سانپ کو ایک دیوتا مانا گیا ہے۔ دیوتا اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ جس کے اندر دوویہ شکتی ہو اور پر اپکار کا مادہ ہو۔ جو دوسروں کے دکھوں کو دور کر کے خود تکلیف اٹھائے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ زمین کا تمام زہر سانپ چوس لیتے ہیں۔ اور اس کو اپنی زہر والی تھیلی میں جمع کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو زمین کی تمام پیداوار زہریلی ہو جاوے۔ ہوا میں بھی زہر پھیل جاوے۔ اور تمام جاندار مرتیو کو پراپت ہو جاویں۔ چونکہ سانپ تمام زمین اور ہوا سے زہر کو چوس لیتا ہے اور سب جانداروں کو موت سے بچاتا ہے۔ اس لئے ہندو اس کو دیوتا سمجھتے ہیں۔ اور اس کی پوجا کرتے ہیں۔

۱۹۷۷ء کے ایک اردو روزانہ اخبار میں ایک مضمون چھپا تھا کہ یورپ میں ایک نوجوان ۲۴، ۲۵ سال کی خوبصورت لڑکی زہریلے سے زہریلے سانپوں کو پکڑتی ہے۔ ان کو پالتی ہے اور ان کا زہر اکٹھا کر کے تجارت کرتی

ہے۔ اور لاکھوں روپیہ کماتی ہے۔ چونکہ زہر کو زہر کاٹتا ہے۔ (جیسا کہ ہمارے ہندوستان میں بھی مثل مشہور ہے) اسلئے اُس زہر سے کئی لاعلاج بیماریوں کے لیئے ادویات تیار ہوتی ہیں۔ گویا سانپوں کے زہر سے امرت (موت سے بچانے والی اکسیر دوائی) تیار ہوتی ہے۔

جیسے فقیر مست مولے ہوتے ہیں۔ اُن کے اندر کسی قسم کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ نہ کھانے کی فکر ہے۔ نہ پہننے کی۔ نہ رہائش کے لیئے مکان بنانے کی۔ ہر حال میں مست رہتے ہیں۔ ایسے سانپ (اجگر) اپنے لیئے کوئی بل تیار نہیں کرتا ہے

اجگر کریں نہ چاکری پنچھی کریں نہ کام
داس ملوکا یوں کہے سب کے داتا رام

چوہے جو بل تیار کرتے ہیں اُس میں ہی سانپ (اجگر) اپنا گزران کر لیتا ہے۔ اور مست وبیخود (گویا سمادھی) میں پڑا رہتا ہے۔ جیسے ایک سچے فقیر کے لیئے قدرت خود ہی اُس کے بھوجن کا انتظام کرتی ہے۔ ایسے ہی جب چوہے کی موت آتی ہے اُس کے اندر قدرت کی طرف سے پریرنا ہوتی ہے۔ اور وہ اُس بل میں داخل ہو جاتا ہے۔ جہاں سانپ پڑا ہو۔ اور وہ چوہا اُس کے مُنہ میں جا پڑتا ہے۔ گویا سانپ کے اندر صبر وقناعت کا مادہ اس قدر ہے کہ وہ بھوک اور پیاس کو سہن تو کر لیتا ہے۔ لیکن اپنی خوراک کی تلاش میں نہیں نکلتا۔ ہمارے بھارت میں اب بھی ایسے مہاتما اور فقیر ملتے ہیں جو ایک ہی آسن پر جنگلوں اور بیابانوں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ لیکن اُن کو وہاں بھی کوئی نہ کوئی سجن کھانا پہنچا دیتا ہے۔ جیسا کہ سوامی رام تیرتھ جی کو برہم پوری رشی کیش میں خوراک کے علاوہ پُستکیں بھی پہنچ جاتی رہیں۔ وہ جس چیز کا خیال کرتے وہ اُن کو جنگل میں بھی مل جاتی۔ برہم گیانی مہاتما ست کام اور ست سنکلپ ہوتے ہیں۔ جو سنکلپ اُن کے ہردے میں اُٹھتا ہے۔ قدرت اُس کو فوراً پُورا کر دیتی ہے۔ گورو ارجن دیو جی نے اپنی بانی میں سچ فرمایا ہے۔ "برہم گیانی آپ پرمیشور" بھلا پرمیشور (قادر) کی ضرورت اور خواہش کو قدرت (پرکرتی) کیسے پورن نہ کرے۔

شریمد بھاگوت سکندھ ۸ ادھیائے آٹھویں میں سمندر سے امرت اور زہر دونو کا پرگٹ ہونا لکھا ہے۔ جب سُر اور اسُر (دیوتا اور راکھشس) دونوں نے مل کر سمندر کو متھن کر کے امرت نکالنے کا ارادہ کیا تو اُنہوں نے مندراچل پربت کو متھانی (مدھانی) بنایا اور ناگ راج واسُوکی کو پریرنا کی کہ وہ اس پربت کے ارد گرد لپٹ کر رسّی کا کام دیں۔ واسکی ناگ نے پرُاپکار کے خیال سے نیز امرت کا حصہ دار بننے کی شرط رکھ کر اس کٹھن کام میں دیوتاؤں اور راکھشوں کی امداد کی۔

چنانچہ دیوتاؤں نے اُس کی پونچھ پکڑی اور راکھشوں نے اُس کے مُنہ کی طرف کا حصہ پکڑا۔ اس طرح سمندر کا منتھن شروع ہُوا۔ بھگوان وشنو نے کچھوے کا اوتار دھارن کر کے مندراچل پربت کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا لیا تاکہ وہ سمندر کی تہ تک ہی نہ پہنچ جاوے۔ سمندر منتھن سے پہلے زہر (ہلاہل) نکلا۔ جس سے سمندر کے سب جیو جنتو گھبرا گئے۔ پرجاپتیوں نے بھگوان شنکر کی اُستتی کی۔

ہے دیوتاؤں کے آرادھیہ دیو مہادیو! آپ سب پرانیوں کے آتما اور اُن کے جیون داتا ہیں۔ ہم لوگ آپ کی شرن آئے ہیں۔ ترلوکی کو بھسم کرنے والے اس زہر سے آپ ہماری رکھشا کیجئے۔ سارے جگت کو باندھنے اور مکت کرنے میں ایک ماتر آپ ہی سمرتھ ہیں۔ اس لئے وویکی پُرش آپ کی ہی آرادھنا کرتے ہیں کیونکہ آپ شرناگت کی پیڑا نشٹ کرنے والے اور جگت گورو ہیں۔ سب وید آپ سے ہی پرگٹ ہوئے ہیں۔ آپ ہی آ۔ اُو۔ م ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ ان تین اکھشروں والے پرنو (اونکار) ہیں۔

شری شکدیو جی کہتے ہیں۔ وشو کے جیون داتا بھگوان شنکر اُس زہر کو پینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اُنہوں نے اُس تیز زہر ہلاہل کو اپنی ہتھیلی پر اُٹھایا اور بھکشن کر گئے۔ اس سے اُن کا گلہ نیلا پڑ گیا۔ مگر وہ تو پرجا کا کلیان کرنے والے بھگوان شنکر کے لئے بھوشن روپ ہو گیا۔ پروپکاری سجن اکثر پرجا کا دُکھ ٹالنے کے لئے خود دُکھ جھیلا کرتے ہیں۔ مگر یہ دُکھ نہیں ہے۔ یہ تو سب کے ہردے میں براجمان بھگوان کی پرم آرادھنا ہے۔

جس وقت بھگوان شنکر زہر پی رہے تھے اس وقت ان کے ہاتھ سے تھوڑا سا زہر ٹپک پڑا تھا۔ اُسے سانپوں نے گرہن کر لیا تھا۔ تاکہ اُس زہر سے دوسرے جیو جنتو ہلاک نہ ہو جاویں۔ سانپوں کا یہ اُپکار دیکھ کر بھگوان شو نے پریم پوروک اُن کو اپنے گلے میں ڈال لیا۔ سچ ہے پر اُپکار کرنا مہاپرشوں کا ایک بھوشن ہوتا ہے۔

परोपकाराय सतां विभूतयः॥

اُسی دن سے ہندوؤں نے (جو اُس وقت دِویہ شکتیاں دھارن کرنے کے کارن دیوتا کہلاتے تھے) بھگوان شو کو اپنا اشٹ دیوتا تصور کیا۔ اور اُن کے ساتھ سانپوں کی بھی پوجا ہونے لگی۔

(اُس کے بعد سمندر کو پھر منتھن کیا گیا۔ تو اس سے کئی پدارتھ نکلے جس میں امرت بھی تھا۔ آگے کی کتھا شریمد بھاگوت میں پڑھیں)

سرپ اور بچھو

رشی کیش میں شری گنگا جی کے کنارے پہاڑ کے دامن میں کیلاش آشرم۔ منگل آشرم۔ سوامی شوانند آشرم وغیرہ وغیرہ مہاتماؤں کے آشرموں میں سرپ اور بچھو عام ہیں۔ لیکن آج تک کسی مہاتما کو نہ تو سرپ نے کاٹا ہے۔ اور نہ ہی بچھو نے۔ کیونکہ وہاں کے مہاتماؤں میں ان جیووں کے ساتھ کوئی دویش نہیں۔ اگر وہ بچھو کو دیکھتے ہیں تو کپڑے یا چمٹے سے پکڑ کر جنگل میں چھوڑ آتے ہیں۔ اگر سانپ دیکھتے ہیں تو زمین پر چھڑی کی آواز کر کے کہتے ہیں کہ اے سرپ دیوتا راستہ چھوڑ دو۔ اور سرپ وہاں سے جنگل کی طرف چلا جاتا ہے۔

تقریباً ۱۵ سال کا عرصہ ہوا۔ منگل آشرم رشی کیش میں شری ۱۰۸ سوامی ہری پورنا نند جی مہاراج اور شری ۱۰۸ سوامی سمپورنا نند جی مہاراج کے درشن کے لئے میں پہنچا۔ منگل آشرم کے ساتھ ہی ایک طرف ایکانت میں تین کمرے تھے۔

ان دنوں ایک کمرہ خالی پڑا تھا۔ مَیں نے شری سوامی ہری پُورنانند جی سے پرارتھنا کی کہ وُہ مجھے چند دنوں کے لئے اُس خالی کمرے میں رہنے کی اجازت دیویں۔ وُہ مجھے منگل آشرم کے انچارج مہاتما کے پاس لے گئے۔ لیکن اُنہوں نے انکار کر دیا کہ گرہستی لوگوں کو یہاں رہنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ وُہ یہاں کے نیموں (قواعد) کی پالنا نہیں کر سکتے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ یہ رسالہ اوم کے سمپادک ہیں۔ ویدانت کا ہی پرچار کرتے ہیں۔ ان کی دھرم پتنی کا دیہانت ہوئے کئی سال ہو چکے ہیں اور عرصہ سے یہ برہمچریہ کا پالن کر رہے ہیں۔ ہمارے متر ہیں۔ دہلی میں سنت ہری سنگھ جی کے ست سنگ میں روزانہ جاتے ہیں۔ منگل آشرم کے جو بھی نیم ہیں۔ اُن کا یہ پالن کرنے میں سمرتھ ہیں۔

مہاتما جی نے فرمایا کہ اچھّی بات ہے۔ مندرجہ ذیل نیم ہیں۔ اگر ان کو سویکار ہوں۔ تو ان کو یہاں رہنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

۱۔ ۴۰ دن تک یہاں نواس کرنا لازمی ہوگا۔

۲۔ اتنا عرصہ سر اور مُنہ کے بال (حجامت) کٹوانے نہیں ہوں گے۔

۳۔ بھوجن ایک وقت کرنا ہوگا۔ اور وُہ اپنے ہاتھ سے تیار کرنا ہوگا۔

۴۔ رشی کیش (شہر) میں اتنے دن جانے کی ممانعت ہوگی۔ آٹا دال وغیرہ کا راشن ۴۰ دن کے لئے خرید کر پہلے ہی رکھ لینا ہوگا۔ صرف دال مونگ چھلکے والی استعمال کرنی ہوگی۔

۵۔ رات کو آشرم سے دُودھ ملے گا۔ جس کی قیمت پیشگی جمع کرانی ہوگی۔

۶۔ آشرم کے دیگر مہاتماؤں کے ساتھ کوئی دُنیاوی چرچا (وارتالاپ) نہ کرنی ہوگی۔ تقریباً مون دھارن کرنا ہوگا۔ شام کے ست سنگ میں شامل ہونا ہوگا۔

۷۔ کپڑے خود دھونے ہوں گے۔ صابن پہلے ہی خرید کر رکھ لیا جاوے۔

ان نیموں کے پالن کرنے کا اقرار کریں۔ پھر یہ ۴۰ دن یہاں نواس کر سکتے ہیں۔

مَیں نے سویکار کر لیا۔ اور مجھے وہاں خالی کمرہ اور چارپائی اور بوری کا آسن۔ انگیٹھی اور ایندھن وغیرہ استعمال کرنے کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ مَیں نے نیم پُوروک منگل آشرم میں رہنا شروع کر دیا۔ ایک دن شام سندھیا کے وقت جب مَیں ست سنگ سے فارغ ہو کر اپنے کمرہ کی طرف آیا۔ تو راستے میں ایک لمبا سانپ پڑا دیکھا۔ چنانچہ ایک مہاتما جو میرے ساتھ تھے۔ اُنہوں نے اپنی چھڑی کو زمین پر ٹپک کر آواز کی اور کہا کہ اے سرپ دیوتا راستہ چھوڑ دو۔ اُسی وقت سانپ وہاں سے جنگل کی طرف چلا گیا۔ ایک رات تقریباً دو بجے مَیں لگھو شنکا (پیشاب) کرنے کے لئے کُٹیا سے نیچے اترا۔ اور جب واپس آیا تو ایک لمبا سانپ جس کی لمبائی تقریباً ۵ فٹ ہوگی راستے میں پڑا دیکھا۔ مَیں اُس کو دیکھ کر ایک طرف ہٹ گیا اور انتظار کرنے لگا۔ کہ ابھی یہ آگے پیچھے ہو اور مجھے کمرہ میں جانے کا موقع ملے۔ لیکن وُہ سانپ رسی کی طرح مست پڑا رہا۔ آخر مَیں نے حوصلہ کر کے چھلانگ لگائی اور اپنے کمرہ میں چلا گیا۔

جب ۳۰ دن نیم پُوروک گزر گئے تو رات تقریباً ۲ بجے ایک بچھو نے کاٹ کھایا۔ آشرم میں اُن دنوں اُن تین کمروں میں

بجلی نہیں تھی۔ مَیں نے لیمپ جلایا۔ بستر کو جھاڑا لیکن کوئی جیو جنتو دکھائی نہ دیا۔ سوال اٹھتا ہے کہ وہاں کے رہنے والے کسی بھی مہاتما کو نہ کبھی کسی بچھو نے کاٹا اور نہ ہی سرپ نے تو مجھے یہ سزا کیوں ملی؟

اس کا اُتر یہ ہے کہ شریرک روگ اور کشٹ ہمارے اپنے ہی اعمالوں کا پھل ہیں۔ جب ہم اپنے من اور اندریوں کے ادھین ہو کر قدرتی نیموں کا اُلنگھن کرتے ہیں تو ایشور جو کہ قدرت میں سمایا ہوا ہے۔ جیسا کہ کسی مہاتما نے فرمایا ہے۔

ق۔ قدرت تھیں نہیں خدا قادر قدرت وِچ ہی آپ سمایا ہے"

اور گیتا میں بھی بھگوان فرماتے ہیں :- ایشورا سرو بھوتا نام ہردِ دیشے ارجن تشٹھتی

یعنی پرماتما سب جیو جنتوؤں کے ہردے میں موجود ہو کر اپنی قدرت سے اُن کو پریرنا کرتا ہے۔

گورونانک دیوجی نے اپنی بانی میں کہا ہے :- جو ہر بھاوے سو کرے سوئی جیہ کرن

دیگر :- رنیکی کیری (کیڑی۔ چیونٹی) میں کل راکھے

پرماتما نہیں چاہتا کہ اُس کا بھگت اور سچا پریمی شاستر وِردھ کوئی کرم کرے۔ اور اگلے جنم میں سزا کا مرتکب بنے اوّل تو گیان وان ایشور بھگت کا کوئی آئندہ جنم ہی نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے تو کسی گیان وان اور متمول گھرانے میں ہوتا ہے۔ جہاں سے وہ پرمارتھ میں ترقی کر سکے۔ اسلئے قدرت کی طرف سے یہاں اسی جنم میں اس کو کرموں کی سزا مل جاتی ہے۔ اور تمام کرموں کا حساب کتاب ختم ہو جاتا ہے۔ اور یہ پرماتما کی اپنے بھگتوں پر خاص کرپا اور انوگرہ ہوتی ہے۔ سُولی کی جگہ کانٹا اور سرپ کی جگہ اس کو بچھو کاٹ لیتا ہے۔ سرپ کے کاٹنے سے تو موت یقینی ہوتی ہے۔ اور بچھو کے کاٹنے سے تکلیف تو ہوتی ہے لیکن انسان مرتا نہیں۔ اور قدرت اُس کے علاج کا بھی انتظام کر دیتی ہے۔ ایشور کا سچا بھگت ہزاروں بار گرتا ہے۔ اور پھر اُٹھتا ہے۔ جیسا کہ مہاتما شہنشاہ جی نے فرمایا ہے

ہزاروں بار گرایا ہم کو صنم نے اُوپر اُٹھا اٹھا کر
تو غم میں روتا ہے کیا جہاں کے خودی میں اپنی تو بن کے ناداں
نہیں یہ زیبا ہے کُفر تجھ کو، خدا کا عُذر کر، خدا خُدا کر

جب کوئی انوشٹھان کیا جاتا ہے۔ تو انجلی میں جل لے کر ایک سنکلپ کیا جاتا ہے کہ مَیں یہ انوشٹھان شروع کر رہا ہوں۔ مَیں اس پر درِڑھ رہوں گا۔

۴۰ دن تک تو میرا یہ نیم قائم رہا۔ لیکن کھانڈ ختم ہو جانے پر مَیں نے منگل آشرم سے باہر تقریباً دو۔ اڑھائی فرلانگ کے فاصلہ پر ایک دوکان تھی۔ وہاں چلا گیا۔ یہ بھی نیم کا اُلنگھن تھا۔ اسلئے قدرت نے بچھو کے رُوپ میں مجھے چیتاونی دی تا کہ آئندہ انوشٹھان بھنگ نہ کروں۔ بچھو کے کاٹنے کا مجھے تو یہی کارن معلوم ہوا۔

ایڈیٹر

دھرو بھگت کی کتھا

شریمد بھاگوت، اسکندھ ۴، اشٹم ادھیائے، صفحہ ۴۰۷

مہاراج سوئمبھو منو اور مہارانی شت رُوپا کے دو پتر تھے۔ ایک کا نام پریہ برت اور دُوسرے نام اتّان پاد تھا۔ اتّان پاد کی دو استریاں تھیں، ایک کا نام سُنیتی اور دُوسری کا نام سُورُچی تھا۔ راجہ کا سُورُچی کے ساتھ زیادہ پیار تھا۔ مہارانی سُنیتی سے دھرو نامک لڑکا پیدا ہُوا۔ جب وہ پانچ برس کا ہُوا۔ تو وہ اپنے پِتا کی گود میں جا بیٹھا۔ لیکن اُس کی سوتیلی ماتا نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر فوراً اُٹھا دیا اور کہا۔ "بچے تو راج سنگھاسن پر بیٹھنے کا ادھیکاری نہیں ہے۔ اگر تجھے راج سنگھاسن کی اِچھیا ہے، تو تپسیا کر کے پرم پُرش شری نارائن کی ارادھنا کر، اور ان کی کرپا سے میرے گربھ میں آ کر جنم لے۔"

کرودھ کے مارے دھرو اِن کٹھور وچنوں کو سُنکر لمبے لمبے سانس لینے لگا، اور مُنہ سے ایک شبد بھی نہ بولا۔ اُس کے دونوں ہونٹھ پھڑک رہے تھے، اور وہ سِسک سِسک کر رو رہا تھا۔ سُنیتی نے بیٹے کو گود میں اُٹھا لیا۔ اور اُس کے نیتروں میں آنسو بھر آئے۔ اُس نے دھرو کو کہا کہ بیٹا سُورُچی نے جو کچھ کہا ہے، ٹھیک ہی ہے۔ تو بھگوان کے چرن کملوں کی ارادھنا میں لگ جا۔ جنم مرتیو کے چکر سے چھوٹنے کے لئے مُمکھشو لوگ بھگوان کی ہی شرن لیتے ہیں۔ وُہی سب کے دُکھوں کو دُور کر سکتے ہیں۔

دھرو اپنے پِتا کے نگر سے نِکل گیا اور گھور جنگل میں جا پہنچا۔ وہاں اُس کو نارد جی کے درشن ہُوئے۔ اُنہوں نے دھرو کو کہا، کہ بیٹا! ابھی تو کمسن بچہ ہے۔ ہر ایک منش کو اپنے ہی کرموں انوسار دُکھ سُکھ اور مان اپمان ہوتا ہے۔ اِس خیال کو مدِ نظر رکھتے ہُوئے بُدھیمان پُرشوں کو چاہیئے کہ اپنی پرارَبدھ پر شاکر رہ کر جیسے بھی حالات ہوں، اُن میں خوش رہے۔

دھرو نے کہا۔ کہ مہاراج! میں اب گھر واپس نہیں جاؤں گا، اور کٹھن تپ کر کے بھگوان کے درشن کروں گا۔ آپ مجھے اُن کے بھجن کرنے کا طریقہ اور منتر بتا دیں۔ نارد جی نے کہا بیٹا! تیرا کلیان ہوگا۔ تم شری جمنا جی کے تٹ پر پرم پوتر مدھوبن کو جاؤ۔ وہاں شری ہری کا نِتیہ کرم سے نوِرت ہو۔ آسن بچھا کر بیٹھنا۔ پھر ریچک، پُورک، کُمبھک۔ تین پرکار کے پرانایام سے آہستہ آہستہ پران، من اور اِندریوں کے دوشوں کو دُور کر کے بھگوان وِشنو کا دھیان کرنا۔ جن کا سانولا (آسمانی) رنگ ہے۔ سب دیوتاؤں سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ چار بھُجائیں ہیں۔ گلے میں بن مالا پیتامبر اوڑھے ہُوئے ہیں۔ چرنوں میں سونے کے نوپُر پہنے ہُوئے ہیں۔ اُن کے درشن سے من کو شانتی ملتی ہے۔ راجکمار! اِس دھیان کے ساتھ جس پرم گوپنیہ منتر کا جاپ کرنا چاہیئے۔

وہ بھی بتلاتا ہوں۔ اِس کا سات رات جپ کرنے سے منش آکاش میں وِچرنے والے سِدھوں کا درشن کر سکتا ہے۔ وہ منتر یہ ہے:۔

اونگ نمو بھگوتے واسُودیوائے

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

کِس دیش اور کِس کال میں کون وستُو اُپیوگی ہے۔ اِس کا وِچار کر کے بُدھیمان پُرش کو اِس منتر کے دوارہ طرح طرح کی سامگریوں سے بھگوان کی پوجا کرنی چاہیئے۔ پربھو کا پوجن وِشُدھ جل، پُشپ مالا، جنگلی مُول اور پھل وغیرہ اور تلسی جی سے کرنا چاہیئے۔

اگر شِلا کی مُورتی مل سکے تو اُس کی پُوجا کرے۔ جنگلی پھل مُول آدی کا آہار کرے۔ بھگوان کے اوتار لینے پر جو چرِتر کیئے ہیں۔ اُن کا من ہی من میں چِنتن کرے۔ پُشپ، پتر، پھل وغیرہ کو مندرجہ بالا دوادش اکھشر منتر پڑھ کر بھگوان کے اَرپن کرے۔

شری نارد جی سے اِس پرکار اُپدیش حاصل کر کے دھروجی نے اُن کو گورو بنا کر پرنام کیا۔ اور اُن کی پرکرما کی۔ اور اُن کے ارشاد مطابق مدھوبن کی یاترا کی۔ اور وہاں پہنچکر جمنا جی میں اِشنان کیا۔ اور بھگوان نارائن کی اُپاسنا شروع کر دی۔ انہوں نے ایک مہینہ صرف جنگلی بیر کھا کر گذارہ کیا۔ دُوسرے مہینے گھاس اور پتے کھا کر بھگوان کا بھجن کیا۔ تیسرے مہینے صرف جل پی کر بھگوان کی ارادھنا کی۔ چوتھے مہینے اُنہوں نے شواس کو جیت کر بارہ بارہ دِن کے بعد کیول وایو پی کر دھیان یوگ دوارہ بھگوان کا بھجن کیا۔ پانچویں مہینے پربرھم کا چِنتن کرتے ہوئے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ہری کے سروپ کا چِنتن کرتے ہوئے چِت کو کسی دُوسری طرف نہ جانے دِیا۔

دھروجی اپنے اِندریے دوار تتھا پرانوں کو روک کر اننیہ بُدھی سے وِشو آتما شری ہری کا دھیان کرنے لگے۔ اِس پرکار اُن کی سمشٹی پران سے ایکتا ہو جانے کے کارن سبھی جیوؤں کا پران اپان وایو رُک گیا۔ اِس سے تمام لوک اور لوک پالوں (دیوتاؤں) کو بڑی پیڑا ہوئی۔ اور وہ سب گھبرا کر شری ہری کی شرن میں گئے۔ اور اُن کا کشٹ دُور کرنے کے لیئے شری ہری گرڑ پر سوار ہو کر مدھوبن پہنچے۔ دھروجی جس مُورتی کا دھیان من میں کر رہے تھے۔ وہ چھوٹ گیا۔ اُنہوں نے جیوں ہی نیتر کھولے، تو بھگوان کے اُسی رُوپ کو باہر اپنے سامنے کھڑے دیکھا اور ڈنڈوت پرنام کی۔ پھر ہاتھ جوڑ کر اُن کی اُستتی کرنا چاہتے تھے لیکن کس پرکار کریں۔ یہ نہیں جانتے تھے۔ انتریامی بھگوان نے اپنا شنکھ اُن کے مُنہ میں چھُو دیا۔ جس کے سپرش ہوتے ہی اُن کو ویدمئی دِویہ بانی پراپت ہو گئی۔ اور جیو برھم کی ابھید تا کا بھی گیان ہو گیا۔ اور انہوں نے شری ہری کی وید منتروں دوارہ اُستتی کی۔ بھگوان نے پرسن ہو کر وَر دیا۔

جس تیج مئے اوناشی لوک کو آج تک کسی نے پراپت نہیں کیا جس کے چاروں طرف گرہ، نکھشتر اور تارا گن چکر کاٹتے ہیں۔ کلپ کے ختم ہونے پر بھی جو قائم رہتا ہے۔ تارا گن کے سہت، دھرم، اگنی، کشیپ اور شکر آدی نکھشتر

سپت رشی جس کی پرکشا کرتے ہیں۔ وہ دھرو لوک ہیں۔ تجھے دیتا ہوں۔ یہاں بھی جب تیرے پتا تجھے راج سنگھاسن دیں گے، اور خود تپسیا کے لئے بن کو چلے جاویں گے، تب تو چھتیس ہزار ورش تک دھرم پوروک پرتھوی کا پالن کرے گا۔ تیری اندریوں کی شکتی قائم رہے گی۔ اس کے بعد سب کے پوجنیہ سپت رشیوں سے بھی میرے پرم دھام کو جائے گا۔ جہاں پہنچکر پھر سنسار میں واپس آنا نہیں ہوتا۔

بالک دھرو اس کے بعد اپنے نگر کو لوٹ گئے۔ پتا نے اپنا راج ان کو دے دیا اور خود تپسیا کے لئے بن کو چلے گئے۔

میراں

میرے تو گردھر گوپال دوسرا نہ کوئی

پریم بھگتی کی جس بلند فضا میں بھگتنی میراں بائی نے پرواز کیا ہے۔ اس کی مثالیں کمیاب ہیں۔ آپ کا جنم مہارانا رتن سنگھ راٹھ جودھپور کے ہاں سمت ۱۵۶۰ میں ہوا۔ اس وقت مہاتما ریداس جی کی مہانتا اور کیرتی کی گونج بھارت ورش میں پھیل رہی تھی، اور بڑے بڑے راجہ مہاراجہ ان سے بھگتی یوگ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ مہارانی جھالی چتوڑ کی رانی بھی ان کے شششوں میں سے تھی۔

جودھپور اور چتوڑ کی آپس میں رشتہ داریاں تھیں۔ اس سلسلہ میں مہارانی جھالی کو ایک بار چتوڑ سے جودھپور آنے کا اتفاق ہوا۔ اور وہ شاہی محل میں ٹھہریں۔ مہارانی جھالی کے پوجا پاٹھ اور بھگوت پریم کا میراں بائی پر خاص اثر پڑا۔ گو ان دنوں میراں بائی کی عمر کچھ بہت زیادہ نہ تھی۔ لیکن وہ مہارانی جھالی کے رنگ سے اتنی زیادہ متاثر ہوئی، کہ ساری سدھ بدھ وسر گئی۔ اور دل میں پرماتما کی بھگتی اور پریم کی ترنگ اٹھنے لگی۔ اور آخر مہارانی جھالی کی وساطت سے وہ مہاتما ریداس کے روحانی دربار سے فیض حاصل کرنے کے لئے سائل بنی اور اپنا اشٹ سندر شیام بھگوان کرشن کو بنایا۔

مہارانا رتن سنگھ کو میراں بائی کی یہ روش نہ صرف ناپسند ہی آئی، بلکہ اسے سخت تشویش پیدا ہوئی، اور اس نے اپنی عزت بچانے کی خاطر سمت ۱۵۷۲ میں کنور بھوجراج سے میراں بائی کی شادی کر دی۔

لیکن وہاں تو دیوانگی اور ہی تھی۔ یہ سطحی علاج وہاں کیا کارگر ہو سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میراں بائی کا جو بھگوت پریم پہلے اپنے گھر میں چپکے چپکے نشو و نما پا رہا تھا۔ وہ شادی ہونے پر کھلے ہوئے پھول کی خوشبو کی طرح چاروں اطراف میں پھیل اٹھا۔ اور میراں بائی نے صاف الفاظ میں اپنے پتی کو کہہ دیا کہ مہاراج! میرا پتی تو

اور ہے۔ میں تو گردھر گوپال کی داسی ہوں، میں تو اُس سانورے کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوئی ہوں۔ آپ بھی اُسی کے پریمی بن کر جیون کا آنند لیجئے۔"

اس سے اُس کے پتی کو اور بھی سخت رنج ہوا، اور اُس نے اپنے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ جس طرح بھی بن آئے میراں بائی کی جان کا ہی خاتمہ کر دیا جاوے۔ اس کے لئے تجاویز ہونے لگیں۔ ایک تجویز طے پائی کہ میراں بائی کے گھاٹ پر کوئی زہریلا سانپ چھوڑ دیا جائے تاکہ یہ چارپائی پر پڑی پڑی ہی ختم ہو جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مگر میراں نے سانپ میں بھی اپنے سانورے کا شیام رنگ دیکھنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سانپ بے سکت ہو گیا اور رانا کی یہ تجویز ناکامیاب ہوئی۔ اس کے بعد رانا نے زہر کا پیالہ میراں بائی کو ارسال کیا۔ اور کہلا بھیجا کہ یہ سادھوؤں کا چرنامرت ہے۔ گو میراں سمجھ گئی، کہ اس پیالے میں زہر ہے، مگر اُس نے اپنے اِشٹ گردھر گوپال کا دھیان کرتے ہوئے اس پیالہ کو بھی غٹ غٹ چڑھا لیا، اور اُسے کچھ نہ ہوا۔

اس طرح کی کئی گھٹنائیں مہارانا اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے عمل میں آئیں۔ لیکن سب بے سود ثابت ہوئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گوسوامی تلسی داس جی سے بھی پرمارتھی معاملہ میں میراں جی کو خط و کتابت کا موقعہ ملا۔ اور گوسوامی جی نے آپ کی بانی سے خوب آنند لیا۔

بانکے بہاری

گوکل کی ہر شام و سحر ہوش رُبا ہے
مُرلی کی مدھر لے کا اثر ہوش رُبا ہے
کھینچے ہے جگر تیری نگاہوں کا یہ جادو
موہن ترا اندازِ نظر ہوش رُبا ہے

مجھے بھی اپنا دیوانہ بنا دیتے تو کیا ہوتا!
مجھے بھی اِک جھلک اپنی دکھا دیتے تو کیا ہوتا
سُنے ہیں میں نے میراں، سور اور رس خان کے نغمے
میرے دل میں بھی وہ جیوتی جگا دیتے تو کیا ہوتا

وہ شاہوں کا شہنشاہ اور کُل دنیا کا والی ہے
ادائیں موہنے والی ہیں، صورت بھولی بھالی ہے
کنول کہنے کو تو لاکھوں ہیں اپنے دیوتا لیکن
میرے بانکے بہاری کی مگر شوبھا نرالی ہے

شری کنول نورپوری

کرمیتی بائی

سب جن مل ہری نام دھیاؤ
بیت گئی پر دھیان نہ لاؤ

جن کا من اُس نند نندن شیام مدن موہن کی مادھوری چھبی پر موہت ہو جاتا ہے۔ اُسے جگت کے سارے رُوپ جگت کے سارے سُکھ پھیکے معلوم ہونے لگتے ہیں، اُن میں بھی سنسار کا جو سُکھ اُس پریتم سے الگ کرانے والا ہوتا ہے۔ وہ تو وِشئے وِرت ہی پرتیت ہوتا ہے۔ سنسار کے وِشئے یدی بھگوت پریم میں سہائک ہو کر رہیں۔ پیارے شیام کی پُوجا سامگری ہو کر رہیں، تو او شیہ رہیں، اُن کے رہتے ہیں پرم سُکھ ہے۔ کیونکہ اُن سے پریتم کے پدکملوں کی پُوجا سمپن ہوتی ہے۔ پرنتو جو وِشئے پریتم کے پریم میں بادھک ہوں، اُن کا تو نہ رہنا ہی اچھا ہے۔ اِسی سے بھگت گن یا تو سارے سنسار کو بھگوت پُوجا کی سامگری کے رُوپ میں دیکھتے ہیں یا اُسے وِرودھی اُنو بھو کر اُس کا سروتھا تیاگ کر دیتے ہیں۔ وِشئیوں کی آسکتی کا پری تیاگ تو دونوں کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ کہیں وِشئے رہتے بھی ہیں، تو وہ بھوگ سامگری کے رُوپ میں نہیں رہتے۔ بھگت جب سوئیم اپنے آپ کو پربھو کے چرنوں میں سمرپن کر دیتا ہے۔ تب اُس کی اپنی کوئی بھوگیہ وستو رہ ہی کہاں جاتی ہے؟ وہ بھی پیارے کا اور اُس کی ساری چیزیں بھی پیارے کی۔

اُو شیہ ہی جو چیز پیارے کی بن کر رہنا نہیں چاہتی یا جس کے کارن پیارے کی پرتی آتم سمرپن کرنے میں بادھا ہوتی ہے، وہ وستو سروتھا چھوڑ دینے یوگیہ سمجھی جاتی ہے۔ ہماری کرمیتی بائی نے بھی یہی سمجھ کر پتا اور گرہیہ کو تیاگ کر برندا بن کی مہایاترا کی تھی۔

جے پُور کے انترگت کھنڈیلا ناسک ایک ستھان ہے، وہاں سیکھاوت سردار راجیہ کرتے تھے۔ پنڈت پرشورام جی کھنڈیلا راجیہ کے کُل پروہت تھے۔ کرمیتی بائی اُتی بھاگیہ شالی پرشوتم رام جی کی سدگُن وتی پُتری تھی۔ پُوروسنسکار وش لڑکپن سے ہی کرمیتی کا من شیام سُندر میں لگا ہُوا تھا۔ وہ ہر سمیہ شری کرشن کے نام کا جاپ کیا کرتی اور ایکانت ستھل میں شری کرشن کا دھیان کرتی ہُوئی "ہا ناتھ! ہا ناتھ!" پُکارا کرتی۔ دھیان میں اُس کے نیتروں سے آنسوؤں کی دھارا بہنے لگتی۔ شریر پر پلکاولی چھا جاتی۔ پریم آدیش میں کبھی ہنستی، کبھی روتی اور کبھی سُریلی آواز سے کیرتن کرنے لگتی۔

ننھی سی بالکا سرل بھگوت پریم دیکھ کر گھر کے اور آس پاس کے سبھی لوگ پرسن ہوتے۔ ہوتے ہوتے کرمیتی کی عمر وواہ کے یوگیہ ہو گئی۔ ماتا پتا سیو گیہ ور کی کھوج کرنے لگے۔ پرنتو کرمیتی بائی کو وواہ کی چرچا نہیں

شُبھاتی۔ وہ لجّاوش ماتا پِتا ...... کے سامنے کچھ بولتی تو نہیں، پرنتو وِشیوں کی باتیں اُسے وِشیہ کے سمان پرتیت ہوتیں۔ اِچھّا نہ ہونے پر بھی پِتا کی اِچھّا سے اس کا وِواہ ہو گیا۔ پرنتو، وہ تو اپنے آپ کو وِواہ سے پیشتر ہی نہیں بلکہ پُوروجنم میں ہی بھگوان کے اَرپن کر چکی تھی۔ بھگوان کی وستو پر کسی دُوسرے کا ادھیکار ہونا وہ کیسے سہن کر سکتی تھی۔ وہ تو اس سنسار کے پرے وِدیہ پریم راجیہ کے آدھیشور نتیہ نوین چِر کمار سوندریہ کی راشی شیام مدن سچدانند کو ورن کر دِن رات اُنہی کا چنتن کیا کرتی تھی۔ کچھ دِن تو یُوں ہی گزرے۔ پرنتو ایک دِن سُسرال والے اُسے لینے آ گئے۔ اُسے پتہ لگا۔ کہ وہ جس گھر میں بیاہی گئی ہے۔ وہاں کے لوگ بھگوان کو نہیں مانتے، وہ وشنوؤں اور سنتوں کے وِرودھی ہیں، وہاں اُسے اپنے پیارے ٹھاکر جی کی سیوا کا بھی اوسر نہیں مِلے گا، اور اپنے شریر، من کو بھی وِشیہ سیوا میں لگانا پڑے گا۔ یہ سب سوچ وِچار کر وہ ویاکل ہو اُٹھی۔ من ہی من میں بھگوان کا سمرن کر رونے لگی۔ اُس نے کہا ناتھ! اِس مُصیبت سے تم ہی بچاؤ۔ کیا یہ تمہاری داسی آج زبردستی وِشیوں کی داسی بنائی جائے گی؟ کیا تم اسے ایسا کوئی اُپائے نہیں بتاؤ گے؟ جس سے یہ تمہارے دھام میں پہنچ کر وہاں کی پوتر دھولی کو اپنے مستک پر دھارن کر سکے۔

گھر میں ماتا پِتا بیٹی کو سُسرال بھیجنے کی تیاری میں لگے ہُوئے ہیں۔ اِدھر کرمیتی دُوسری ہی دُھن میں مست ہے۔ رات کو تھک کر سب سو گئے۔ پرنتو کرمیتی تو بھگوان سے پرارتھنا کر رہی ہے۔ اکسمات اُس کے من میں سپھُرن ہُوئی کہ جگت کے اِس وِشیہ واسنا میں جو منشیہ کو سدا کے لئے پیارے بھگوان سے وِمکھ کر دیتی ہے، لین رہنا سروتھا نُور کھتا ہے۔ اِس لئے کچھ بھی ہو۔ وِشیوں کا تیاگ ہی میرے لئے سروتھا اچھّا ہے۔ ایسا وِچار کر آدھی رات کے سمے اندھکار اور سنّاٹے کو چیرتی ہوئی کرمیتی نربھے چِت سے اکیلی ہی گھر سے نکل گئی، جو اُس پران پیارے کے ایسے متوالے ہو کر نکلتے ہیں۔ اُنہیں کسی کا بھی ڈر نہیں ہوتا۔ آج سے پہلے کرمیتی کبھی بھی گھر سے اکیلی نہیں نکلی تھی۔ پرنتو آج آدھی رات کے بھینکر سمیہ میں وہ نربھے ہو کر دوڑ رہی ہے۔ کوئی ساتھ نہیں ہے۔ ساتھ ہیں بھکتوں کے چِر سکھا سچدانند بھگوان شیام سُندر، جن کا ایک ہی کام شرناگت آشرت بھکتوں کے ساتھ رہ کر اُن کی رکھشا کرنا ہے۔ بھگوت پریم میں متوالی کرمیتی اندھکار کو بھیدن کرتی ہُوئی چلی جا رہی ہے۔ رات بھر میں کتنی دُور نکل گئی، کچھ پتہ نہیں۔ پراتہ کال ہو گیا۔ لیکن وہ تو نیند بھوک کو بُھلا کر اُسی پرکار دوڑی جا رہی ہے۔

اُدھر سویرا ہوتے ہی کرمیتی کی ماتا نے اپنی بیٹی کو گھر میں نہیں پایا۔ تو روتی ہُوئی اپنے پتی پرشو رام کے پاس جا کر اُس کو یہ دُکھ بھرا سماچار سُنایا۔ پرشو رام جی کو بڑا دُکھ ہُوا۔ ایک تو پتری کا سنیہہ اور دُوسرے لوک نِندا کا ڈر۔ اگرچہ وہ جانتا تھا کہ میری بیٹی وِشیہ ویراگ اور بھگوت انوراگ کے کارن ہی کہیں چلی گئی ہے۔ تتھاپی گاؤں کے لوگ نہ معلوم کیا کیا کہیں گے۔ میری ستیہ وتی پتری پر وُیرتھ کلنک لگے گا۔ اِن وِچاروں سے وہ بہت دُکھی ہو کر اپنے یجمان راجہ کے پاس گیا۔ راجہ نے پروہت کے دُکھ میں

سہا تو بھوتی پرگٹ کرتے ہوئے چاروں اور سوار دوڑائے ۔ دو گھوڑ سوار اُس راستے بھی گئے جس راستہ
سے کرمیتی جا رہی تھی ۔ دُور سے گھوڑوں کی ٹاپ سُنائی دی ۔ تب کرمیتی کو سندیہہ ہُوا کہ ہو نہ ہو سوار
میرے ہی پیچھے آرہے ہیں ۔ پرنتو وہ چھپتی کہاں ؟ نہ کسی پہاڑ کی کندرا اور نہ کسی برکش کا ہی کوئی نام و
نشان تھا ۔ ریگستان کا ہی کھلا میدان تھا ۔ پاس ہی ایک مرا ہُوا اونٹ نظر پڑا ۔ گدھوں اور کوؤں نے
اُس کے پیٹ کو پھاڑ کر ماس نکال لیا تھا ، اور پیٹ ایک کھوہ کی طرح بن گیا تھا ۔ کرمیتی جھٹ اُسی سڑی
دُرگندھ سے پُورن اُونٹ کی کنکال میں جا چھپی ، اور سواروں نے اُس طرف دیکھا ہی نہیں ۔ زیادہ بدبو
کے مارے وہ تو وہاں ٹھہر ہی نہ سکے ۔ کرمیتی کے لئے تو وشیوں کی دُرگندھ اِتنی ناقابل برداشت ہو
گئی تھی کہ اُس نے اِس دُرگندھ سے بچنے کے لئے اِس بدبو کو بہت اچھا سمجھا ۔ پریم پاگلنی بھگت بالکا کے
لئے بھگوت کرپا سے دُرگندھ بھی سُگندھ کے رُوپ میں ہی بدل گئی ۔ جس کی کرپا سے اگنی شیتل اور زہر
امرت بن گیا تھا ۔ اُس کی کرپا سے دُرگندھ کا سُگندھ بن جانا کوئی بڑی بات نہ تھی ۔ تین دن تک کرمیتی اونٹ
کے پیٹ میں پیارے شیام کے دھیان میں پڑی رہی ۔ چوتھے دن وہاں سے نکلی ۔ تھوڑی دُور آگے جاتے
ہر ساتھ مل گیا ۔ کرمیتی نے پہلے ہر دوار پہنچ کر بھاگیرتھی میں سنان کیا ۔ پھر چلتے چلتے وہ سانورے کی لیلا
بھومی برندابن میں جا پہنچی ۔ اُس زمانے میں برنداون کیول سچے وِیراگی وِشنو سادھوؤں کا ہی کیندر تھا ۔
وہاں چاروں اور کے متوالے بھگوت پریمیوں کا ہی جمگھٹ رہتا تھا ۔ اِسی لئے وہ پرم پوتر تھا ، اور
اِسی لئے بھگتوں کی درشٹی اُس کی اور لگی رہتی تھی ۔

برندابن پہنچکر کرمیتی مانو آنند ساگر میں ڈوب گئی ، وہ جنگل میں برہم کنڈ پر رہنے لگی ۔ پریم سندھو
کی مریادا ٹوٹ جانے سے اُس کا جیون نتیہ اپار برہم دھارا میں بہنے لگا ۔ اُدھر پرشو رام کو جب کہیں پتہ نہ
لگا ۔ تو وہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے برنداون پہنچا ۔ برنداون میں بھی کرمیتی کا پتہ کیسے لگتا ۔ جگت کے سامنے اپنی
بھگتی کا سوانگ دِکھانے والی وہ کوئی نامی گرامی بھگتت تو تھی ہی نہیں ۔ وہ تو اپنے پریتم کے پریم میں ڈوبی
ہوئی ایک جنگل میں پڑی رہتی تھی ۔ ایک دن پرشو رام نے برکش پر چڑھ کر دیکھا ، تو برہم کنڈ پر ایک ویراگنی
دکھائی دی ۔ وہ فوراً اُتر کر دوڑا دوڑا وہاں گیا ۔ جا کر دیکھتا ہے کہ کرمیتی سادھو ویش میں پربھو کا دھیان
لگائے بیٹھی ہے ۔ اُس کے مُکھ پر بھجن کا نرمل شیتل تیج چھٹک رہا ہے ۔ آنکھوں سے پریم کے آنسوؤں کی
دھارا بہہ رہی ہے ۔ پرشو رام پتری کی یہ دشا دیکھ کر مہان ہرش میں ڈوب گیا ۔ وہ اپنے کو ایسی بھگتی متی دیوی
کا پتا سمجھ کر دھنیہ مان رہا تھا ۔

پرشو رام کو وہاں بیٹھے کئی گھنٹے ہو گئے ، پر کرمیتی نہیں جاگی ۔ آخر پرشو رام نے اُسے ہلا کر ہوش کرایا
اور بہت وِنے کے ساتھ گھر چل کر بھجن کرنے کو کہا ۔

کرمیتی نے کہا ۔ "پتاجی ! یہاں آکر کون واپس گیا ہے ۔ پھر میں تو اُس پریم نے کے پریم ساگر میں ڈوب کر

اپنے کو کھو چکی ہوں، جیتی ہوئی مر چکی ہوں۔ یہ مُردہ اب یہاں سے کیسے اُٹھے؟ آپ گھر جا کر میری ماتا سے ہست شری کرشن بھگوان کا بھجن کرو۔ اُس کے سمان سُکھ کا ساج ترلوکی میں کہیں دُوسرا نہیں ہے۔"

بھگوان کے گُن گاتے گاتے کرمیتی مُورچھت ہو گئی۔ براہمن پرشو رام نے اپنے سنساری جیون کو دھکار دیتے ہُوئے اُسے جگایا اور شری کرشن بھجن کی پرتگیا کر کے پریم میں روتا ہُوا وہاں سے گھر لوٹا۔ گھر پہنچ کر اُس نے اپنی استری کو پُتری کا سماچار سُنا کر کہا "کہ برہمنی! تُو دھنیہ ہے جو تیرے پیٹ سے ایسی سنتان پیدا ہُوئی۔ آج ہمارا کُل پوِتر اور دھنیہ ہو گیا۔

راجہ نے جب یہ سماچار سُنا تو وہ بھی کرمیتی کے درشن کے لئے برندابن چل دیا، اور برندابن پہنچ کر کرمیتی بڑی ہی پریم مئی اوستھا میں دیکھی اور راجہ کا مستک بھگتی بھاو سے اُس کے چرنوں میں آپ ہی جُھک گیا۔ راجہ نے اُس سے کُٹیا بنا دینے کے لئے بڑی پرارتھنا کی۔ پرنتو کرمیتی انکار کرتی رہی۔ انت میں راجہ کے بہت ہی اصرار کرنے پر کرمیتی کو کُٹیا بنا دی گئی۔

مہاتماؤں کے بچن

از
شری ناتوں مل جی اگروال

من رُوپی سُمندر میں ہزاروں طرح کی لہریں اُٹھتی ہیں۔ جن میں ہزاروں آدمی ڈُوب جاتے ہیں۔ مگر جن کے دل میں سچا گیان ہے اور پرماتما پر پُورا بھروسہ ہے۔ وہ ہی اِن جذبات اور محسُوسات کی لہروں سے بچتے ہیں۔

پکا ہُوا پھل جب درخت سے ٹُوٹ کر نیچے گر پڑتا ہے، تو پھر دوبارہ شاخ پر نہیں لگتا۔ اسی طرح انسانی جامہ بار بار نہ ملے گا۔ جلدی جاگو۔

موت کو یاد رکھو، مگر ڈرو مت، جو اگیانی بیدِل، بُزدِل اور گُناہ گار ہوتے ہیں۔ وُہی لوگ موت سے ڈرتے ہیں، اور ہر وقت خوفزدہ رہتے ہیں۔

خود ضبطی کی عادت ڈالو۔ خود ضبط انسان کے واسطے جنگل میں ہی منگل ہے جس نے اپنے دِل کو قابُو نہیں کیا۔ اس کے واسطے جنگل اور آبادی دونوں برابر ہیں۔

اگر تم طاقتور نہیں، عقلمند نہیں، دولت مند نہیں، تو کچھ پرواہ نہ کرو۔ تمہارے اندر جو خرابیاں ہیں اُن کو تم دُور کر دو، اور پرماتما پر پُورا بھروسہ رکھو۔ ہمت نہ ہارو۔

آرام کی ضرورت ہے تو دنیوی خُوشیوں کی تمنا ترک کر دو۔ آرام کی خواہش میں تکلیف ہے۔ جن کو خواہش آرام نہیں۔ وہ تکلیف کو محسُوس بھی نہیں کرتے۔

خواہشات نرک ہیں۔ جن میں گوناگوں تکلیف کا ہجوم ہے۔ خواہشات چھوڑ دو، اور بہشت کا حقیقی لُطف اُٹھاؤ۔

وشنو سہسر نام مسلسل سلسلہ کیلئے دیکھیں شانتی انک ۱۹۷۸ء صفحہ ۲۶۵ تا ۲۹۶

از قلم پنڈت وشوناتھ جی شاستری

विश्वमूर्ति महामूर्तिर्दीप्त मूर्तिरमूर्ति मान ।
अनेक मूर्तिरव्यक्तः शतमूर्तिः शताननः ॥ ९०॥

وشو مُورتِر مہامُورتِر دیپت مُورتِر اَمُورتی مان
انیک مورتِر ویکتہ : شت مُورتی ہ : شتانَنہ : ۔۹۰۔

۷۱۷۔ وشو مُورتی ہ :۔ سروسروپ یعنی سنسار ہی جن کی مُورتی ہے۔ (۷۱۸) مہامُورتی ہ :۔ بڑی مُورتی والے۔

۷۱۹۔ دیپت مُورتی :۔ گیان رُوپ یا تیج رُوپ ہے مُورتی جن کی۔

۷۲۰۔ امُورتی مان :۔ جن کی مُورتی کرم انوسار پھل کے روپ میں نہیں ہے۔

۷۲۱۔ انیک مُورتی ہ :۔ اُپکار کے لئے جن کی انیک مُورتیاں ہیں۔

۷۲۲۔ اویکتہ :۔ اَپَرکٹ ۔ اندیشیہ = یعنی جن کی بابت یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ایسا ہے ؛

۷۲۳۔ شت مورتی ہ :۔ سینکڑوں مُورتیوں والے۔

۷۲۴۔ شتاننہ :۔ وشو مورتی ہونے سے سینکڑوں مُکھوں والے۔ (شلوک نمبر ۹۰)

پرارتھنا :۔ انیک مُورتی :۔ دھنیہ پربھو ! آپ کی مہما کو کون بیان کر سکتا ہے۔ واہ ؟ ایک طرف تو آپ امُورت (نراکار) کہلاتے ہیں۔ دوسری طرف انیک مُورتی ہو۔ سبھی کچھ ہو اور پھر کچھ بھی نہیں۔ دھنیہ

एको नैकः सवः कः किं यत्तत्पदमनुत्तमम् ।
लोक बन्धुर्लोकनाथो माधवो भक्तवत्सलः ॥ ९१॥

ایکو نیَیکہ : سَوَہ : کہ : کِم یت تت پدم نُتّمم
لوک بندُھر لوک ناتھو مادھوو بھگت وَتسلہ : ۔۹۱۔

۷۲۵۔ ایکہ :۔ ایک = کیول = ادوتیہ = واحد (۷۲۶) نیَیکہ :۔ مایا سے جگت رُوپ ہونے کے کارن انیک رُوپ

۷۲۷۔ سَوَہ :۔ سوم پان جس یگیہ میں ہوتا ہے۔ تت سرُوپ

۷۲۸۔ کہ :۔ سُکھ سروپ۔ اتھوا برہما رُوپ (۷۲۹) کم :۔ وچار و شئے برہم (۷۳۰) یت :۔ سوتہ سِدھ برہم

۷۳۱۔ تت :۔ برہم (۷۳۲) پدم نُتّمم :۔ اُتّم = شریشٹھ پد = پانے والا استھان = منزل مقصود۔

۷۳۳۔ لوک بندُھوہ :۔ سب کے ہتیشی (سروبندھو) (۷۳۴) لوک ناتھ :۔ سب لوگوں کے مالک

۷۳۵۔ مادھوہ :۔ مدھوکُل میں پیدا ہونے والے (۷۳۶) بھگت وتسلہ :۔ بھگتوں میں پریم رکھنے والے (شلوک ۹۱)

پرارتھنا :۔ بھگت وتسلہ :۔ ہے ناتھ ! اچھے بھگت وتسل بنے۔ پھر تو بھگت جو چاہے کروائے سارتھی بنائے۔ چاہے سائیس۔ دوت بنائے یا پوجیہ۔ (پانڈوں کے سارتھی بھی بنے۔ سائیس بھی۔ دوت بھی اور پوجیہ بھی بنے)

सुवर्ण वर्णो हेमाङ्गो वराङ्गश्चन्दनाङ्गदी ।
वीरहा विषमः शून्यो घृताशीरचलश्चलः ॥ ९२ ॥

سورن ورنو ہے مانگو وارنگش چند نانگدی
ویرہا وشمہ: شونیو دھرتا شیر چلش چلہ: ۔ ۹۲ ۔

۷۳۷۔ سورن ورنہ :۔ سنہری رنگ والے ۔ (۷۳۸) ہیمانگوہ :۔ سنہری انگوں والے (۷۳۹) ورانگہ :۔ سرشیٹھ انگوں والے ۔

۷۴۰۔ چند نانگدی :۔ چندن لگا ہوا بازو بند پہنے ہوئے (۷۴۱) ویرہا :۔ دھرم کی رکھشا کے لیئے ویروں کو نشٹ کرنیوالے ۔

۷۴۲۔ وشمہ :۔ جن کے سمان کوئی نہیں ہے (۷۴۳) شونیہ :۔ سب گنوں سے پرے ورتمان

۷۴۴۔ دھرتاشی ہ :۔ پورن کام ہونے سے نمرلیپہ (۷۴۵) اچلہ :۔ اپنے سروپ سے یا سامرتھیہ سے کبھی وچلت نہ ہونیوالے

۷۴۶۔ چلہ :۔ وایو روپ ہونے سے چل ۔ چنچل (شلوک ۹۲)

پرارتھنا :۔ بھگون! من ہی چنچلتا کا ٹھیکیدار ہے ۔ اسے آپ اپنے پاس ہی کیوں نہیں بٹھلا لیتے ۔ پھر میری بھی چنچلتا دور ہو جائے گی ۔ اور وکشیپ نشٹ ہو جائے گا ۔

अमानी मानदो मान्यो लोकस्वामी त्रिलोकधृक् ।
सुमेधा मेघजो धन्यः सत्यमेधा धराधरः ॥ ९३ ॥

امانی مان دو مانیو لوک سوامی ترلوک دھرک
سمیدھا میدھجو دھنیہ: ستیہ میدھا دھرا دھرہ: ۔ ۹۳ ۔

۷۴۷۔ امانی :۔ (اناتم وستو میں) آتم ابھیمان رہت ۔ اتھوا مان رہت ۔ شدھ گیان سروپ ۔ اتھوا لامحدود (سیما رہت)

۷۴۸۔ مان دہ :۔ دشٹوں کا مان توڑنے والے ۔

۷۴۹۔ مانیہ :۔ سب کے مانتیہ ۷۵۰ ۔ لوک سوامی :۔ چودہ لوکوں کے مالک

۷۵۱ ۔ ترلوک دھرک :۔ تینوں لوکوں کو دھارن کرنے والے

۷۵۲۔ سمیدھاہ :۔ اوتم بدھی والے

۷۵۳۔ میدھجہ :۔ یگیہ میں پرگٹ ہونے والے ۔

۷۵۴۔ دھنیہ :۔ کرتارتھ ۷۵۵ ۔ ستیہ میدھاہ :۔ سچی بدھی والے

۷۵۶ ۔ دھرا دھرہ :۔ پرتھوی کو دھارن کرنے والے (شلوک ۹۳)

پرارتھنا :۔ امانی :۔ پربھو! میرے ورتھا (فضول) مان کو ہردے سے نکال دے ۔ تب انتہ کرن شدھ ہو کر آپ کی بھگتی کے قابل بن سکے گا ۔

तेजो बृषो द्युतिधर: सर्वशस्त्र भृतां वर: ।
प्रग्रहो निग्रहो व्यग्रो नैकश्रृङ्गो गदाग्रज: ॥ ९४ ॥

تیجو ورشو دُیتی دھرہ : سروشستر بھرتام ورہ :
پرگرہو نگرہو ویگرو نیک شرنگو گدا گرجہ : -۹۴-

۷۵۷۔ تیجو ورشہ :۔ سورج روپ سے ورشا کرنیوالے (۷۵۸) دُیتی دھرہ :۔ کانتی کو دھارن کرنے والے

۷۵۹۔ سروشستر بھرتام ورہ :۔ سبھی شستر دھاریوں میں شریشٹھ۔

۷۶۰۔ پرگرہ :۔ بھگتوں سے ارپن کئے ہوئے پتر پھول وغیرہ کو گرہن کرنے والے۔ اتھوا وشے روپی گھوڑوں کو روکنے والے رشمِ روپ۔

۷۶۱۔ نگرہ :۔ سب کو قابو میں رکھنے والے

۷۶۲۔ ویگرہ :۔ وناش رہت اتھوا بھگتوں کو اشٹ پھل دینے کے لیے شیگھر کاری (جلدی کرنیوالے۔ دیر نہ کرنیوالے)

۷۶۳۔ نیک شرنگہ :۔ انیک سینگوں والے ہیں روپ (چتواری شرنگا ترلیو اسیہ پادا ......) اتی یجروید

۷۶۴ گداگرجہ :۔ نگدمنتر سے ساکشات پرگٹ ہونے والے اتھوا گد کے بڑے بھائی (شری کرشن)

(شلوک ۹۴)

चतुर्मूर्ति श्चतुर्बाहुश्चतुर्व्यूह श्चतुर्गति: ।
चतुरात्मा चतुर्भावश्चतुर्वेद विदेकपात् ॥ ९५ ॥

چتر مورتش چتر باہوش چتر ویوہ سش چتر گتی ہ :
چتر آتما چتر بھاوش چتر وید ودیک پات -۹۵-

۷۶۵۔ چتر مورتی ہ :۔ ویراٹ۔ سوتر آتما۔ اویاکرت۔ تریا۔ یہ چار جن کی مورتیاں ہیں۔ اتھوا سفید۔ لال۔ پیلی۔ کالی یہ چار پرکار کے رنگوں کی جن کی مورتیاں ہیں۔

۷۶۶۔ چتر باہوہ :۔ چتر بھج۔ چار بازوؤں والے۔

۷۶۷۔ چتر ویوہہ :۔ شریر پرش۔ چھندہ : پرش۔ وید پرش۔ مہا پرش اِن چار ویوہوں والے۔

۷۶۸۔ چتر گتی ہ :۔ برہمن وغیرہ چار ورن اور برہمچریہ وغیرہ چاروں آشرموں کے محافظ

۷۶۹۔ چتر آتما :۔ رغبت و نفرت وغیرہ سے رہت آتما یعنی من جن کا۔

۷۷۰۔ چتر بھاوہ :۔ دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکش یہ چار جن سے حاصل ہوتے ہیں۔

۷۷۱۔ چتر وید وت :۔ چاروں ویدوں (رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو ویدوں کو) کو جاننے والے۔

۷۷۲۔ ایک پات :۔ ایک انش سے سارے سنسار میں ویاپت۔

(شلوک ۹۵)

समावर्तो ऽ निवृत्तात्मा दुर्जयो दुरतिक्रमः ।
दुर्लभो दुर्गमो दुर्गो दुरावासो दुरारिहा ॥ ९६ ॥

سماورتو انی ورتّاتما دُرجیو دُر تِکرمہ:
دُرلبھو دُرگمو دُرگو دُراواسو دُرا رہا - ۹۶ -

۷۷۳ - سماورتہ :- سنسار چکر کو چلانے والے
۷۷۴ - انی ورتّاتما :- سروِ دیاپک ہونے سے جو کسی سے بھی گھرے ہوئے (اَورت) نہیں ہیں۔
۷۷۵ - دُرجیہ :- جن کو کوئی جیت نہیں سکتا۔ (۷۷۶) دُرتکرمہ :- بھے کے مارے جن کے حکم کو کوئی نہیں موڑتا۔
۷۷۷ - دُرلبھ :- انیک جنم تپ کرنے سے بھگتی پراپت ہوتی ہے۔ ایسی دُرلبھ بھگتی سے ملنے والے بھگوان۔
۷۷۸ - دُرگم :- جن کا گیان ہونا بہت مشکل ہے۔
۷۷۹ - دُرگ :- مشکل سے پراپت ہونے والے۔ (۷۸۰) دُراواسہ :- یوگیوں کی سمادھی میں بھی مشکل سے آنیوالے۔
۷۸۱ - دُرارہا :- دُشٹ شتروؤں کو مارنے والے۔ (شلوک ۹۶)

پرارتھنا :- ہے پربھو! مجھ ناچیز پر دیا کیجئے۔ اپنے چرنوں کی شرن میں لیجئے۔

शुभाङ्गो लोकसारङ्गः सुतन्तुस्तन्तुवर्धनः ।
इन्द्रकर्मा महाकर्मा कृतकर्मा कृतागमः ॥ ९७ ॥

شُبھانگو لوک سارنگہ، سُتنتُس تنتو وردھنہ:
اِندر کرما مہا کرما کرت کرما کرتا گمہ - ۹۷ -

۷۸۲ - شُبھانگہ :- جن کے انگ سُندر ہیں، دھیان کے قابل ہیں۔
۷۸۳ - لوک سارنگہ :- لوکوں کے سار کو گرہن کرنے والے۔ اتھوا لوک سار یعنی اونکار سے جاننے یوگیہ۔
۷۸۴ - سُتنتو :- جگت پرپنچ جن کا سُندر ہے (۷۸۵) تنتو وردھنہ :- پرپنچ کو بڑھانے والے۔
۷۸۶ - اِندر کرما :- ایشوریہ شالی کرموں والے (۷۸۷) مہا کرما :- بڑے ہیں کرم، پانچ بھوت وغیرہ جن کے۔
۷۸۸ - کرت کرما :- سمپورن کرم جنہوں نے کر لئے ہیں۔ کوئی باقی نہیں ہے۔
۷۸۹ - کرتا گمہ :- وید کرتا شلوک ۹۷

پرارتھنا :- ہے ناتھ! دھنیہ ہو۔ یہ سارا جگت آپ کی مایا ہے۔ کبھی آپ اسے پھیلاتے اور کبھی سکیڑ لیتے ہیں۔ آپ کے ان چنتن میں نہ آنے والے (اچنتنیہ) کرموں کو ہم ناچیز (تچھ) جیو کیا سمجھتے ہیں۔

उद्भव: सुन्दर: सुन्दो रत्ननाभ: सुलोचन: ।
अर्को वाजसन: शृङ्गी जयन्त: सर्वविज्जयी ॥९८॥

اُدبھوہ : سُندرہ : سُندو رتن نابھہ : سُلوچنہ :
اَرکو واج سنہ : شرنگی جے نتیہ سروِج جیئی ۹۸۔

۷۹۰۔ اُدبھوہ :۔ اوتم جنم والے ۔ اتھوا جنم رہت ۷۹۱۔ سُندرہ :۔ سب سے ادھک سُندر ۔

۷۹۲۔ سُندہ :۔ کومل سوبھاؤ والے ۔ ۷۹۳۔ رتن نابھہ :۔ رتن کے سمان سُندر ناف والے ۔

۷۹۴۔ سُلوچنہ : سُندر نیتروں والے ۔ اتھوا سُندر گیان والے ۷۹۵۔ ارکہ :۔ برہما وغیرہ سے پُوجنیہ

۷۹۶۔ واج سنہ :۔ واج = اَنّ ، سن = داتا ۔ یعنی اَنّ داتا ۔

۷۹۷۔ شرنگی :۔ سینگ والے = متسیہ (مچھلی) رُوپ دھاری بھگوان ۔

۷۹۸۔ جے نیتہ :۔ دشمنوں کو جیتنے والے ۷۹۹۔ سروِج جیئی :۔ سروگیہ اور وجے شیل ۔ (شلوک ۹۸)

پرارتھنا :۔ (سُندرہ ، سلوچنہ :۔) ہے پرم سُندر پربھو ! سدا میری آنکھوں کے آگے آپ کا ہی عجیب و غریب (الوکک) سوندریہ دکھلائی دیتا رہے ۔ دنیاوی چیزوں میں بھی آپ کے ہی سوندریہ کی جھلک دکھلائی دیوے ۔

سورن بِندو رکشوبھیہ : سرو واگیشو ریشورہ :
مہا ہردو مہا گرتو مہا بھوتو مہا ندھی ہ : ۹۹۔

۸۰۰۔ سورن بِندوہ :۔ سُنہری بندو جن میں ہیں ۔ اتھوا سُندر ہے ورن = اکشر ۔ اور بندو یعنی انُوسوار (دوسرے اکشر وغیرہ بھی) ایسے اوم ' منتر روپ پرماتما ۔

۸۰۱۔ اکشوبھیہ :۔ رغبت و نفرت وغیرہ سے پریشان نہ ہونے والے

۸۰۲۔ سرو واگیشو ریشورہ :۔ برہما وغیرہ کے ایشور ، مالک ۔

۸۰۳۔ مہا ہردہ :۔ آنند کے بڑے سمندر سروپ ۔

۸۰۴۔ مہا گرتہ :۔ بڑا ہے مایا رُوپی گڑھا جن کا ۔

۸۰۵۔ مہا بھوتہ :۔ تینوں کالوں میں پری پورن سُروپ

۸۰۶۔ مہا ندھی ہ :۔ بڑے ندھی = جن میں سبھی پرانی لین ہو جاتے ہیں (شلوک ۹۹)

پرارتھنا :۔ (اکشوبھیہ :۔) ہے پربھو ! جیسے آپ سدا اکشوبھیہ ہیں کبھی آپ کشوبھ (پریشانی) کے ادھین نہیں ہوتے ۔ ویسے ہی اس دین پر بھی کرپا کریں ۔ یہ تو تھوڑی سی پریشانی میں ویاکل ہو جاتا ہے ۔

(کشوبھ :۔ پریشان ۔ ویاکل)

कुमुदः कुन्दरः कुन्दः पर्जन्यः पावनोऽनिलः।
अमृताशोऽमृतवपुः सर्वज्ञः सर्वतोमुखः ॥ १०० ॥

کُمُدہ : کُنْدرہ : کُنْدہ : پرجنیہ : پاونہ انِلہ :
امرتا شو امرت وپُوہ : سروگیہ : سروتو مُکھہ : - ۱۰۰ -

۸۰۷- کُمُدہ :- بھار اُتار کر پرتھوی کو پرسن کرنے والے۔

۸۰۸- کُنْدرہ :- کُند پھول کے سمان شُدھ پھل دینے والے۔ اتھوا وارہ رُوپ سے پرتھوی کو کھودنے والے۔

۸۰۹- کُنْدہ :- پرشُرام اوتار میں سمپورن پرتھوی کا دان کرنے والے۔

۸۱۰- پرجنیہ :- میگھ کے سمان تینوں تاپوں کو شانت کرنیوالے۔ تینوں تاپ (ادھیاتمک۔ ادھی دیوک۔ ادھی بھوتک)

۸۱۱- پاونہ :- سمرن ماتر سے پوتر کرنے والے۔

۸۱۲- اَنِلہ :- ال = آلسی۔ مُورکھ۔ اَنِلہ = سدا ساودھان۔ سدا گیانی (نتیہ پربُدھ)

۸۱۳- امرتاشہ :- امرت کھانے والے۔ اتھوا سدا سپھل ہے آشا و اِچھا جن کی۔

۸۱۴- امرت وپُوہ :- مرن رہت

۸۱۵- سروگیہ - سروگیاتا ارتھات سب کچھ جاننے والے۔

۸۱۶- سروتو مُکھہ :- سب طرف جن کے مُکھ ہیں۔ (شلوک ۱۰۰)

सुलभः सुव्रतः सिद्धः शत्रुजिच्छत्रुतापनः।
न्यग्रोधोदुम्बरोऽश्वत्थश्चाणूरान्ध्रनिषूदनः ॥ १०१ ॥

سُلبھہ : سُوِرتہ : سِدھہ : شترُوجِت شترُو تاپنہ :
نیگرودھ ودُمبرو اشوتھش چانُور اندھر نشُودنہ : - ۱۰۱ -

۸۱۷- سُلبھہ :- پتر پُشپ آدی ماتر سے پرسن ہو جانے والے ۸۱۸- سُوِرتہ :- سُندر نیم والے۔

۸۱۹- سِدھہ :- سوتہ سِدھ ۸۲۰- شترُوجِت :- شترُوؤں کو جیتنے والے۔

۸۲۱- شترُو تاپنہ :- شترُوؤں کو کشٹ دینے والے

۸۲۲- نیگرودھہ :- سب سے اوپر وراجمان۔ اتھوا سب پرانیوں کا آدر کر کے اپنی مایا سے ڈھکنے والے۔

اتھوا وٹ ورکش رُوپ۔

۸۲۳- اُدُمبرہ :- ان وغیرہ سے وِشو (جگت) کا پالن کرنے والے

۸۲۴- اشوتھہ :- اشوتھ برہم روپ (اُوردھ مُول مدھ شاکھو مشوتھم پراہُر ویوم) (گیتا ادھیائے ۱۵ شلوک ۱)

۸۲۵- چانُر اندھر نشُودھنہ :- آندھر دیش واسی چانُر مل کو مارنے والے۔ یعنی مل یدھ وشارد سری کرشن۔ (شلوک ۱۰۱)

सहस्रार्चिः सप्तजिह्वः सप्तैधाः सप्तवाहनः ।
अमूर्तिरनघोऽचिन्त्यो भयकृद् भयनाशनः ॥ १०२ ॥

سہسرارچی ؛ سپت جہیہ ؛ سپتی دھاہ ؛ سپت واہنہ ؛
اموُرتی رنگھو چنتیو بھئے کرد بھے ناشنہ ؛ -۱۰۲-

۸۲۶- سہسرارچیہ :- ہزاروں کرنوں والے ۔ ۸۲۷- سپت جہیہ :- سات جیبھوں (زبانوں) والے۔ اگنی سرُوپ ۔

۸۲۸- سپتئ دھاہ :- سات تیجوں والے ۔ اگنی رُوپ

۸۲۹- سپت واہنہ :- سات گھوڑے جن کے واہن ہیں ۔ اتھوا سات نام والا ایک ہی گھوڑا جن کا واہن ہے ۔ سُورج رُوپ بھگوان

۸۳۰- اموُرتی :- کرم بندھن دیہہ رُوپ موُرتی جن کی نہیں ہے ۔

۸۳۱- ان گھہ :- دُکھ اور عیش وغیرہ سے رہت ۔ ۸۳۲- اچنتیہ :- جو چنتن میں نہ آویں ۔

۸۳۳- بھئے کرت :- دُشٹوں کو ڈرانے والے ۔ اتھوا بھگتوں کے بھئے کو کاٹنے والے ۔

۸۳۴- بھئے ناشنہ :- دھرماتماؤں کے بھئے کو ناش کرنے والے ۔ (شلوک -۱۰۲)

پرارتھنا :- (بھئے ناشنہ) ہے پربھو ! جبکہ آپ سب کو ابھئے دان دینے والے ہیں ۔ تو پھر میرے بھی انیک بھیئوں کو دُور کرنے کی کرپا کریں ۔

अणुर्बृहत् कृशः स्थूलो गुणभृन्निर्गुणो महान् ।
अधृतः स्वधृतः स्वास्यः प्राग्वंशो वंशवर्धनः ॥ १०३ ॥

انُر برہت کرشہ ستھوُلو گن بھرن نرگنو مہان
ادھرتہ ؛ سودھرتہ ؛ سواسیہ ؛ پراگ ونشو ونش وردھنہ ؛ -۱۰۳-

۸۳۵- انوُہ :- پرم سوکشم ۔ لطیف ترین ۸۳۶- برہت :- بڑھنے والے یا بڑھانے والے ۔

۸۳۷- کرشہ :- موٹائی سے رہت ۸۳۸- ستھوُلہ :- سرو سروپ ہونے سے موٹے بھگوان

۸۳۹- گن بھرت :- سرشٹی ستھتی ۔ پرلے کے لیے ستوگن ۔ رجوگن ۔ تموگن میں گنوں سے رہت

۸۴۰- نرگُنہ :- واستو میں گنوں سے رہت ۔ ۸۴۱- مہان :- اپری مے یہ ؛ جن کے سرُوپ کا یہ گیان نہیں ہے کہ اتنا ہے ۔

۸۴۲- اُدھرتہ :- سب کو دھارن کرنے والے ۔ خود کسی سے دھارن نہ ہوئے ۔

۸۴۳- سودھرتہ :- سوآشریہ :- اپنے کو آپ ہی دھارن کرنے والے ۔

۸۴۴- سواسیہ :- ویدوانی کے سوادھیائے کرنے سے سُندر ہے مکھ جن کا ۔

۸۴۵- پراگ ونشہ :- سبھی ونشوں یعنی کلوں کے موُل (پرورتک)

۸۴۶- ونش وردھنہ :- ونش یہ سنسار پرپنچ کو بڑھانے والے ۔ (شلوک -۱۰۳)

भारभृत् कथितो योगी योगीशः सर्वकामदः ।
आश्रमः श्रमणः क्षामः सुपर्णो वायुवाहनः ॥ १०४ ॥

بھار بھرت کتھتو یوگی ۔ یوگی شہ : سرو کامدہ :
آشرمہ : شرمنہ : کشامہ : سپرنو وایو واہنہ : ۔ ۱۰۴ ۔

۸۴۷۔ بھار بھرت :۔ شیش ناگ یا کورم (کچھپ) وراہ روپ سے پرتھوی کے بھار کو دھارن کرنے والے ۔

۸۴۸۔ کتھتہ :۔ ویدوں نے جن کا ورنن کیا ہے۔

۸۴۹۔ یوگی :۔ یوگ سے جاننے یوگیہ ۔ اتھوا سویم یوگی ۔ ۸۵۰ ۔ یوگی شہ :۔ سب یوگیوں کے ایش ۔ یوگی راج ۔

۸۵۱۔ سرو کامدہ :۔ سبھی وانچھت پھلوں کو دینے والے ۔

۸۵۲۔ آشرمہ :۔ سب کے وشرام ستھان ۔ آخر وشرام ایشور ہیں ہی ہے ۔ منزلِ مقصود ایشور ہی ہیں ۔

۸۵۳۔ شرمنہ :۔ دشٹوں کو دکھ دینے والے ۔ ۸۵۴ ۔ کشامہ :۔ پرلے کال میں ساری پرجا کو ناش کرنے والے ۔

۸۵۵۔ سپرنہ :۔ سندر ہیں وید روپ پنکھ جن کے پکشی روپ پرماتما ۔

۸۵۶۔ وایو واہنہ :۔ جن کے بھئے سے وایو چلتا ہے ۔ (شلوک ۱۰۴)

धनुर्धरो धनुर्वेदो दण्डो दमयिता दमः ।
अपराजितः सर्वसहो नियन्ता नियमोऽयमः ॥ १०५ ॥

دھنر دھرو دھنر ویدو ڈنڈو دم ییتا دمہ :
اپراجتہ : سرو سہو نینتا نی یمو ایمہ ۔ ۱۰۵ ۔

۸۵۷۔ دھنر دھرہ :۔ شری رام روپ سے دھنش دھاری ۔

۸۵۸۔ دھنر ویدہ :۔ دھنر ودیا کو جاننے والے ۔ ۸۵۹ ۔ ڈنڈہ :۔ ڈنڈ روپ سے دمن کرنے والے ۔

۸۶۰۔ دم ییتا :۔ راجہ روپ سے چور وغیرہ دشٹوں کا دمن کرنے والے ۔

۸۶۱۔ دمہ :۔ دمن سوروپ (کنٹرول کرنے والے ۔ ڈنڈ دینے والے)

۸۶۲۔ اپراجتہ :۔ کبھی کسی سے نہ جیتے گئے ۔

۸۶۳۔ سرو سہہ :۔ سب شترؤں کا ترسکار یعنی انادر کرنے والے ۔ اتھوا سب کو معاف کرنیوالے ۔ اتھوا سب کاموں کی طاقت رکھنے والے ۔

۸۶۴۔ نی ینتا :۔ سب کو اپنے اپنے کاموں میں لگانے والے جن پر دوسرا کوئی حکمران نہیں ہے ۔ کنٹرول کرنے والا نہیں ہے

۸۶۵۔ نی یمہ :۔ جن پر دوسرا کوئی حکمران نہیں ہے ۔ کنٹرول کرنے والا نہیں ہے ۔ اتھوا :۔ نیم سوروپ ۔

۸۶۶۔ ایمہ :۔ مرتیو رہت ۔ اتھوا ایم ۔ جو یوگ کے انگ بھی ہیں ۔ (شلوک ۱۰۵)

نوٹ :۔ بقیہ مضمون اگلے پرچہ ماہ اپریل ۱۹۷۸ء میں چھپے گا ۔

پائینگے وصلِ صنم

(مہاتما شہنشاہ جی مہاراج)

غزل

پائینگے وصلِ صنم جان رہے یا نہ رہے کفر پہ اُتریں گے ایمان رہے یا نہ رہے

کرنا دھرنا ہے جو کچھ آج کریں گے یارو کون جانے کہ یہ کل دھیان رہے یا نہ رہے

آج ہی وصل کے ارمان نکالیں گے ہم کل کو یہ صورتِ امکان رہے یا نہ رہے

آج ہی خاتمۂ شوخیٔ دل ہوگا جناب کل کو یہ شوق رہے شان رہے یا نہ رہے

خواہشِ وصلِ صنم آج ہے دل میں مہمان کل کو اس گھر میں یہ مہمان رہے یا نہ رہے

وعدۂ وصل ہے امروز صنم سے صاحب کل اُنہیں یاد یہ پیمان رہے یا نہ رہے

آج ہی توڑینگے ہم ہجر کی زنجیروں کو کل کو یہ سودۂ عرفان رہے یا نہ رہے

گاؤ تم آج ہی گُن اور کرو اُسکی ثنا کل کو یہ شرہی تہہ تان رہے یا نہ رہے

ہر گھڑی ذکر کرو اور رکھو عمل و شغل چھوڑ دینے سے تمہیں بان رہے یا نہ رہے

اے شہنشاہ نہ کبھی کل کے بھروسہ رہنا

آج ہیں پران یہ کل پران رہے یا نہ رہے

بھگتی تتو

از قلم پنڈت نریندر ناتھ جی شرما نریندر ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس

यदा चर्मवदाकाशं वेष्टयिष्यन्ति मानवा ।
तदा देवमविज्ञाय दः खस्यान्तो भविष्यति ॥
श्वेत. उप. - 6-20

بھاؤ:۔ جیسے آکاش کو منشیہ چمڑے کی طرح نہیں لپیٹ سکتے۔ اسی طرح پرماتما کو جانے بغیر دُکھ کا انت نہیں ہو سکتا۔

بھگتی (استری لِنگ) شبد ہے کوش میں اس کے مندرجہ ذیل معنی پائے جاتے ہیں۔

(۱) بانٹنا (۲) انیک بھاگوں میں وبھکت کرنا۔ بھاگ (۳) اَوَیو (جُز) (۴) اَنگ (۵) کھنڈ (۶) پُوجا اَرچن۔ سیوا۔ سوشرُشا (۷) شردھا (۸) پرماتما یا دیوی دیوتا میں پریم۔ انوراگ آدی اور بھی معنی ہیں جو اس مضمون کے لئے ضروری نہیں۔

وید مقدس جہاں آریہ جاتی کا سرچشمہ حیات ہیں۔ مدھیہ کال۔ ماضی قریب اور زمانۂ حال میں بھگتی شبد سے پرماتما میں انوراگ اور اُس کے سادھن شرون کیرتن آدی ہی مانے جاتے ہیں۔ تاہم ویدک ساہتیہ میں اگرچہ شردھا رگ وید کا شردھا سوکت اور نمہ شبد جابجا استعمال ہوئے ہیں۔ جن میں پرماتما انوراگ کے واضح اشارے موجود ہیں۔ لیکن بھگتی شبد اکثر بھاگ کے معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ جیسے کہ یہ پرتھوی۔ لوک۔ یگیہ کا پراتہ سُتون (استتی ابسنت رتو)۔ گایتری چھند۔ یہ سب اگنی کی بھکتی ہیں अथैतानि अग्नि भक्तीनि یعنی یہ اگنی دیوتا کے بھاگ ہیں۔ بھاگ سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ یہ اگنی دیوتا کے حصے یا ادھیکار میں آئے ہوئے ہیں۔ یا اگنی دیو کے انگ ہیں یا اجزا ہیں۔ کیونکہ ایسا کہا گیا ہے۔ منتر آدی دیوتا کا شریر ہی مانا جاتا ہے۔

ایسی صورت میں پرماتما کی بھگتی کرو کہنے سے یہی معنی ہوں گے کہ پرماتما کے بھاگ یا انگ بنو یا اُس کے ادھیکار میں تابع فرمان رہو یا بنو۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو ہر شخص جیس آستک بھاو ہے اور تھوڑی بھی سوجھ بوجھ ہے جانتا ہے۔ کہ ہم پرماتما کے انش ہیں اور پرماتما کے تابع فرمان ہیں۔ جیسے وہ گھماتا ہے گھومتے ہیں۔ شاستر ایسا پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ اس امر واقعہ سے کسی آستک کو کب انکار ہو سکتا ہے۔ پھر اس اپدیش سے کیا مطلب۔ اس کا جواب دینے سے پہلے ہم واضح طور پر یہ سمجھ لیں کہ ہم پرماتما کے بھاگ کس طرح سے ہیں۔

ویدانت میں جیو آتما کے پرماتما کا بھاگ ہونے کا تین طرح وچار کیا گیا ہے۔

۱۔ اگنی کی چنگاری کی مانند :۔ اس کو انش انشی واد کہتے ہیں۔ جیسے جلتی ہوئی آگ سے چنگاریاں نکلتی ہیں اور موافق ماحول ایندھن وغیرہ پاکر الگ الگ پرجوّلت ہوکر جداگانہ روپ بنالیتی ہیں۔ اسی طرح پرماتما سے جیو آتمائیں نکل کر موافق سوکشم شریر پاکر ستھول شریر کا الگ الگ آکار دھارن کرلیتی ہیں۔ یہاں یہ شنکا نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ اگنی سے متواتر چنگاریاں نکل کر اصل اگنی کم یا شانت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پرماتما کی ذات میں کمی آجاتی ہوگی۔ دراصل اگنی تو پرکرتی سے اتپن ہوا تتو ہے۔ جو انتیہ ہے۔ پرماتما تو اکھنڈ ستّا ہے۔ جس کے وبھاگ ہو ہی نہیں سکتے۔ صرف بھاگ ہوئے ہوئے مایا کے کارن دکھائی دیتے ہیں۔ پرماتما میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔

पूर्णस्य पूर्णमादाय पूर्णमेवावशिष्यते ।　(وید بھگوان)

بھاو :۔ پورن پرماتما کی ایسی ولکشنتا ہے کہ پورن میں سے پورن نکلنے کے بعد بھی پورن ہی رہتا ہے۔ یہ اس کی مہما ہے۔

۲۔ بمب پرتی بمب واد :۔ جیسے کہ لوک میں ایک سورج پرکاشت ہے۔ مختلف جل پاتروں میں اس کا عکس پڑتا ہے ان میں دکھائی دیتا ہے۔ اور جل کے پاتروں کے جل کی یوگیتا capacity کے انوسار شعاعیں بھی نکلتی ہیں۔ اور الگ الگ ہر ایک عکس تھوڑا بہت پرکاش بھی پھیلاتا ہے۔ اسی طرح پرماتما کا عکس مختلف انتہ کرنوں میں پڑتا ہے۔ وہ پرکاشت ہو اٹھتے ہیں۔ وہ اس پرکاش کو ستھول شریر میں پھیلاتے ہیں۔ جس سے تحریک پاکر ستھول شریر الگ الگ ووہار کرتے ہیں۔ جیسے جل پاتروں میں جل گدلا ہونے سے پرکاش مدھم ہوگا۔ اسی پرکار ساتوک و راجس۔ تامس انتہ کرنوں میں پرکاش تیز یا مدھم دکھائی دیتا ہے۔ اور یہی مختلف پرانیوں کے آسری سوبھاو یا دیوی سوبھاو ہونے کا کارن ہے۔ اسی سے پرانیوں کے کردار میں وبھنتا دکھائی دیتی ہے۔ اس کے علاوہ جل پاتروں میں جیسے ہوا وغیرہ کے کارن ہل چل ہونے سے عکس بھی ہلتے جلتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن اس ہلچل کا اصل سورج پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا ہے۔ اسی طرح آدھی بھوتک۔ آدھی دیوک۔ ادھیاتمک تاپوں کے کارن انتہ کرن دکھ سکھ پاتے ہیں اور جو جیو آتما دیہہ بدھی ہونے کے کارن شریر کو اپنی ہستی مان بیٹھا ہے۔ اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اسی سے بھگوان نے گیتا ۱۳ - ۲۱ میں فرمایا ہے کہ پرکرتی میں ستھت ہوا پُرش پرکرتی کے گنوں کو بھوگتا ہے۔ اور یہ سنگ ہی اچھی بری یونیوں میں جنم لینے کا کارن ہے۔ پرانیوں کے دکھ سکھ کا پرماتما یا آتما پر کوئی اثر نہیں ہوتا

۳۔ اوچھید واد :۔ مہاکاش ایک ہے۔ ہم چار دیواری بناتے ہیں اس کے گھیرے میں آئے ہوئے آکاش کو گھر کا آکاش کہتے ہیں۔ یا کسی دیش کی حدود قائم ہوتی ہے۔ اور آکاش کے اتنے حصے کو اس دیش کا آکاش پکارتے ہیں۔ لیکن حقیقت تو یہی ہے کہ وہ گھر کا یا دیش کا آکاش مہاآکاش سے جدا نہیں ہے۔ صرف چار دیواری یا دیش کی حدود کے کارن الگ کہتے ہیں۔ چار دیواری یا حدود کے توڑتے ہی مہاآکاش جیسے پہلے تھا ویسے ہی دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح پرماتما کا انش جیو آتما جس انتہ کرن کے گھیرے میں ہے۔ اس کو اس شریر کا آتما کہنے لگتے ہیں۔ یہ علیحدگی صرف انتہ کرن کے گھیرے کے کارن ہے جس کے ٹوٹتے ہی پرماتما یا آتما جو پہلے بھی اکھنڈ تھا اکھنڈ ہی رہتا ہے۔ گھیرے کی وجہ سے جیو سنگیا تھی۔

واضح رہے کہ تمثیلات خواہ کیسی مدلل ہوں ۔ ادوتیہ ۔ انرونچنیہ پرمیشور کا ٹھیک نروپن نہیں کر سکتی ۔ وہ تو من بدھی سے پرے ہے ۔ اوسکی مثال کہاں ممکن ہوسکتی ہے ۔ وہ محض احساس اور انوبھو کا تجزیہ ہے ۔ اس لئے مثال کے تمام پہلو اُس ذات احد کو واضح کرنے سے قاصر رہتے ہیں ۔ تمثیلات صرف سمجھنے کے لئے اشارہ ہی دے سکتی ہیں ۔ ان تمثیلات سے واضح ہوا کہ جیو آتما پہلے بھی پرماتما کا بھاگ تھا ۔ اب بھی ہے ۔ رہے گا بھی ۔ اب اصل سوال کی طرف آتے ہیں ۔ کہ پرماتما کی بھگتی کرو یا بھاگ بننے کا کیا مطلب ہے ۔

جیو آتما پرماتما کا بھاگ تو نشچت ہے ۔ لیکن اس کو اس کا گیان نہیں ۔ سوکشم شریر میں گھر کر شریر کو اپنی ہستی مان بیٹھا ہے ۔ اسی سے شانتیوں میں مبتلا ہے ۔ شری گیتا ۲ ۔ ۲۲ میں واضح طور سے کہا گیا ہے ۔ کہ آتما من اور بدھی سے پرے ہے ۔ سرشٹھ ہے ۔ اور وہی تیری حقیقت ہے ۔ بھگوت کرپا سے مسلسل ویراگیہ اور ابھیاس کے سادھنوں سے اس کو اپنی حقیقت جانی ہے ۔ صرف MENTAL CONSENT سے کچھ حاصل نہ ہوگا ۔ اس سے بڑھتے ہوئے درڑھ نشچے سے انوبھو آتمک گیان حاصل کر کے مرتیو سمے تک درڑھتا سے بنائے رکھنا ہوگا ۔ سوال یہ ہے ۔ کہ گیان نہ ہونے کا قصور کس کا ہے تو کہنا ہوگا کہ انتہ کرن کا ۔ یعنی من اور بدھی اس کا درڑھ نشچے نہیں کر پا رہے ہیں ۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ من اور بدھی (انتہ کرن) سے وابستہ ہونے کے بھرم سے خلاصی ہو تو پرماتما کی اور آتما کی ایکتا کا گیان ہو ۔ لیکن آتما و پرماتما کی ایکتا کا گیان ہو تبھی تو انتہ کرن کی قید سے آزاد ہو ۔ اگرچہ یہ سمیا اُلجھی ہوئی معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن ہمارے تر کالگیہ رشیوں نے اسکا حل ڈھونڈ نکالا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ انتہ کرن اَپرا مایا کا وکار ہے ۔ شری گیتا ۷ ۔ ۴ ۔ لیکن اَپرا مایا بھی پرماتما کی ہی شکتی ہے ۔ شری گیتا ۷ ۔ ۵ ۔ مایا کی جداگانہ کوئی ہستی نہیں ہے ۔ بھگتی مارگ کے انوسار پرکرتی مایا ہے ۔ اور مایا پتی مہیشور ہے ۔ ادویت سدھانت کے انوسار مایا انرچنیہ ہے ۔ اور پرمیشور سے ابھن ہے ۔ تو تو برہم ہی ہے ۔ اب اگر من و بدھی (انتہ کرن) کو پرماتما سے وابستہ کیا جائے تو وہ اپنے کارن میں لین ہو کر شانت ہو جائے گا ۔ اور آتما پرماتما کا گیان سپشٹ ہو جائے گا ۔ شری گیتا ۷ ۔ ۱۴ میں کہا گیا ہے ۔ جو میری شرن میں آجاتے ہیں وہ اس دستر مایا کو پار کر جاتے ہیں ۔ اب ہماری تمام تر کوشش انتہ کرن کو پرماتما میں لگانے کی ہونی چاہیئے ۔ لیکن من بڑا چنچل ہے اس کو زبردستی سے قابو میں لانا ناممکن ہے ۔ تاہم اس میں ایک خوبی ہے ۔ کہ جب کہیں لگاوٹ کرتا ہے ۔ تو پھر ستھرتا سے اُس میں لین ہو جاتا ہے بلکہ اپنی ہستی ہی کھو بیٹھتا ہے ۔ ہٹائے بھی وہاں سے نہیں ہٹتا ۔

دنیا تو کیا یہ خود سے بھی ہو جائے بے خبر

چسکا ہو دل کو شوخ سے گر التفات کا ۔ (نرینکر)

من مہاراج سوندریہ (خوبصورتی) کے دلدادہ ہیں ۔ اور حسن ہزار طرز کا ہے ۔ حسن خیال ، حسن بیان ۔ حسین جسم حسین مناظر وغیرہ وغیرہ ۔ یہاں بھگتی ۔ بھگوت پریم کی صورت میں (شرون کیرتن وغیرہ نودھا بھگتی) ہماری مشکل آسان کرتی ہے ۔ من کو ستیم ۔ شوم ۔ سندرم پرماتما کے پیار سے لبھائیے ۔ یہ آہستہ آہستہ اُس میں لین ہو جائے گا ۔ خود کو فراموش کر بیٹھے گا ۔ اور آتما پرماتما کی ایکتا کا گیان سپشٹ ہو جائے گا ۔

جب میں تھا تب ہری نہیں اب ہری ہیں میں نا ہیں
پریم گلی اتی سانکری یا میں دو نہ سمائیں (سنت بانی)

شری گیتا ۱۸ - ۲۰ میں اس کو ساتوک گیان کہا گیا ہے۔ گیتا ۱۸ - ۸۴ - ۵۵ میں بھگوان نے فرمایا ہے۔ کہ جب سادھن سے منشیہ۔ برہم بھوت ہونے کے قابل ہوتا ہے تو اُس کو پرا بھگتی پراپت ہوتی ہے۔ اور بھگتی سے مجھ پرماتما کو تتو سے جان لیتا ہے۔ شری گیتا میں بھگتی (بھگوت انوراگ) شبد کا بھگوان نے کھلا استعمال کیا ہے۔ یہاں تک کہ ۱۲ واں ادھیائے تمام بھگتی یوگ پر وقف کر دیا۔ اور شردن کیرتن پوجا آدی پر گیتا میں وستار سے وچار کیا گیا ہے۔ آخر بھگتی میں (اشٹانگنی) کی صورت میں اُپ سنگھار فرمایا ہے۔ ۱۸ - ۶۵ - ۶۶ - اتنا ہی نہیں بھگوان نے اُن لوگوں کو جو بھگتی مان نہیں گیتا گیان کا ادھیکاری ہی نہیں مانا۔ آخر میں واضح ہو گیا۔ بھگتی جس کے معنی بھاگ ہیں۔ بالآخر بھگوت انوراگ۔ پوجا آدی کی صورت اختیار کر گئی۔ اور نودھا بھگتی کے سادھنوں کو بھی بھگتی نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ جیسے گیتا ادھیائے ۱۳ میں گیان کے سادھنوں کو بھی گیان ہی کہا گیا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ بھگتی اور گیان ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں بلکہ پورک ہیں ؎

وُہ جام ہو عطا مجھے صہبائے عشق کا
ہر جا ہر ایک شے میں نمایاں ہو برق طور
محروم وصل رکھئے نہ دہقاں نریندر کو
آیا ہے آس لے کے الٰہی یہ بے شعور

آؤ کب تک میں انتظار کروں

میرے پہلو میں آؤ پیار کروں
جان و دل تم پہ میں نثار کروں

سوزِ اُلفت ہے آج شعلہ زن
نطق شعلہ سے میں پکار کروں

جان جانے پہ ہے مُصر ہر آن
آؤ کب تک میں انتظار کروں

کون اب جائے کعبہ و کاشی
دل میں آنکھیں میں تم سے چار کروں

تم نے فُرقت سے کر دیا بے چین
میں دُعاؤں سے بے قرار کروں

تم نگاہوں میں ہو اگر میری
مگر ہی کیوں میں اختیار کروں

نعمتٔ موت جسم ہے آخر
کس لیے میں سیاہ کار کروں

تیرا بندہ ہوں تو میرا خالق
تیری رحمت پہ انحصار کروں

خواہشوں نے سکونِ دل کھویا
اختیار ان سے میں فرار کروں

جی میں ٹھانی ہے چھوڑ کر جھنجٹ
تیری منّت کا میں شعار کروں

رات دن ہو سرور کا عالم
یاد تجھ کو جو بار بار کروں

لاکھ باتوں کی بات ہے اے دل
تجھ کو تابع رضائے یار کروں

دے رہے ہیں نریندر وہ آواز
'میرے دامن کو تھام پار کروں'

نریندر

رسالہ "اوم" دہلی کا دھرم پرچار پرکاشن

اوم پریمیوں کی سہایتا سے "دھرم پرچار پرکاشن" کے انترگت گذشتہ چھ سال کے دوران ہم رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کی سیوا میں بیسیوں دھارمک پُستکیں مفت یا خاص رعایتی قیمت پر بھینٹ کر چکے ہیں۔ اب رسالہ "اوم" کے نئے یا پرانے سبھی سالانہ خریدار ہمارے یہاں سے مندرجہ ذیل کتب خاص رعایتی قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں۔

شریمد بھگوت گیتا کا سنکشپت پاٹھ اردو (پاکٹ سائز) — مفت

بالمیکی رامائن (اردو حصہ اول) — قیمت دس روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ 6/- روپے

بالمیکی رامائن (اردو حصہ دوئم) — قیمت اٹھارہ 18/- روپے خاص رعایتی قیمت صرف دس 10/- روپے

سالنامہ یوگ انک ۱۹۷۶ء — قیمت دس روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ 6/- روپے

سالنامہ بھگتی انک ۱۹۷۷ء — قیمت دس روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ 6/- روپے

ضروری نوٹ :- ۱۔ یہ رعایتی قیمتیں صرف رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کے لیے ہیں۔

(۲) ہر کتاب کے لیے رجسٹری ڈاک خرچ دو روپے علاوہ ہوگا۔

(۳) رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ کیونکہ وی۔پی۔ منگوانے پر دو 2/- روپے زائد ادا کرنے پڑیں گے۔ مینیجر

طرحی موضحانی غزل

جذباتِ پریم

نتیجۂ فکر :- منشی جے چند پریم جزلسٹ کانپور

مصرع طرح :- بہاروں میں رنگِ خزاں دیکھتا ہوں (یومِ آزادی کے موقعہ پر)

جہاں تک بھی جاتی ہیں میری نگاہیں — تجلّی کو تیری عیاں دیکھتا ہوں

زمیں پر فلک پر ہیں تیرے ہی جلوے — کہ پُر جن سے دونوں جہاں دیکھتا ہوں

کرے جستجو کوئی دیر و حرم میں — تجھے میں تو دل میں نہاں دیکھتا ہوں

اُٹھا پریم دل سے جو پردہ دُوئی کا

تجھے دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں

شری رام اُستتی

روزانہ پاٹھ کے واسطے آسان زبان میں بھگوان شری رامچندر جی کی اُستتی

کلجگ جوگ نہ جگ نہ گیانا ایک آدھار رام گن گانا (گوسائیں تلسی داس جی)

مصنّف :۔ شری منوہر لال ادبرائے ۱۰ کلارک ٹاؤن ناگپور

مترجم :۔ ڈاکٹر سی۔ آر۔ تنیجہ ارجن نگر گوڑگاؤں نے جنتا جناردھن کے کلیان کے پیش کیا

شری رام جے رام جے جے رام (کلیان کاری منتر)

پنچ امرت

رام رام بھجو من میرے — کل کلیش مٹ جائیں تیرے
رام رام آدھار بناؤ — سمرو رام سدا سکھ پاؤ
رام نام راکھو من ماہیں — نام بنا دکھ جاوت ناہیں
رام نام کی دھن لگاؤ — آپ جپو اور نام جپاؤ
رام نام سے لاگے پریت — ڈیرھ گئی اربلا بیت
گھٹ گھٹ میں ہے رام سمایا — دھنیہ دھنیہ جن رام دھیایا

رام کی مورت من میں راکھو
رام نام جپ امرت چاکھو

رام کی لیلا من میں دھارو — نیسدن رام رام اچارو
رام کی مہما سنت جن گاویں — سُر نر منی دھیان لگاویں
رام ہی جیا جنت کے داتا — رام ہی پالن ہار ودھاتا
سمریں دھیاویں سدھ منیشور — رام ہی سرو جگت کے ایشور

جن جن بھجا رام رگھورایا
تن تن پربھو ادناشی پایا

راگھو جی سے ناطہ جوڑو — وِشے واسنا سے منہ موڑو

راگھو جی سے پریت لگاؤ — کیول رگھوبر کو اپناؤ
راگھو جی کو ہردم دھیاؤ — رام جپو اور مکتی پاؤ
راگھو جی کے چرتر انیک — ہردم لے رگھوبر کی ٹیک
راگھو جی کی اچرج مایا — جل تھل میں ہے آپ سمایا

راگھو جی کو سو جن پاویں
چرن کمل جو ہردے لاویں

راگھو کو تم جانو ساتھ — کرونا مئے اناتھ کے ناتھ
رگھوبر نردھن کے ہیں دھن — سونپ پربھو کو اپنا من
رگھوبر نربل کے ہیں بل — پربھو کے مارگ پر تو چل
رگھوبر کی لیلا سب جان — آپن کو نہ کرتا مان
رگھوبر سب کے پالن ہار — رام کی مہما اپرم پار
رگھوبر جن کو آپ جناویں — نرمل من پرم پد پاویں
رام راگھو سچدانند — نام سے پاؤ پرمانند
رام راگھو دین دیال — بن کارن پربھو ہیں کرپال
رام راگھو پتت ادھار — رام رام بھج بارم بار

خوشگوار ہونے لگیں گے۔ اپنے من کو اسطرح پرسدھاؤ کہ مہربانی و محبت تمہارے دل کی پائدار حالت ہو جائے غصہ نہ صرف دل کو پریشان کرتا ہے۔ بلکہ جسم کے سیلز (CELLS) کو بھی تباہ کر دیتا ہے نکتہ چینی۔ ملامت اور غصہ کی حالتیں زندگی کی خوشی اور طاقت کو برباد کرنے کا اثر رکھتی ہیں۔ عیب جوئی سے کبھی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس سے صرف دشمنی، مخالفت اور نکتہ چینی کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور جن عیوب کو ہم لگاتار اپنے سامنے لاتے ہیں۔ وہ ہمارے اندر ہی پیدا ہونے لگ جاتے ہیں۔ زندگی کی عیب جوئی سارے وجود کو ہی کمزور بنا دیتی ہے۔ ہر ایک کے ساتھ محبت کرو۔ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ برائی کرے تو اس کی بدگوئی کرنے کی بجائے اس کی مدد کرو۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے کھلے دل سے دوسروں کو دو۔ اور محبت اور مہربانی سے بڑھ کر تمہارے پاس بہتر شے ہو نہیں سکتی۔ دوسروں کے لئے مفید ہو مہربانی اور محبت کے یہ معنی نہیں۔ کہ لوگ جس طرح چاہیں تمہیں استعمال کریں۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ سب کے ساتھ انصاف کرو اور تمہارا حق ہے کہ تمہارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اس حق کو دل سے ویر بھاؤ تیاگ کر حاصل کرو۔ وہ پریم جو سب کے لئے ہوتا ہے۔ وہ کسی پر قابض ہو کر رہنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ جو شخص دوسروں کی بہتری میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیتا ہے۔ اسے خود بھی فائدہ ہوتا ہے۔ پریم میں غصے، نفرت، انتقام اور بدلی کی سمائی نہیں ہو سکتی۔ پریم سے بڑھ کر نہ تو کوئی دولت ہے اور نہ ہی طاقت۔

۴۔ افراط (بہتات) میں یقین رکھو۔

ہر شے۔ انسان اور اپنے آپ میں یقین رکھو۔ ایسا کرنے پر تمہارا ہر شے کے بہترین پہلو پر یقین ہو جائے گا۔ اعتماد اور یقین سے ہمارے اندر کی بہترین چیز ظہور میں آتی ہے۔ وشواس رکھنے والا خلا میں بھی جائے گا تو اسے ملا دیکھے گا جس کے اندر وشواس ہے وہ کبھی ناکامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی طاقت ختم ہونے کی نہیں۔ اس کے خلاف شک انسان کی قابلیت کو گھٹاتا ہے۔ تم جس بات میں یقین رکھو گے اس میں کامیاب ہو سکو گے۔ یاد رکھو تم عالمگیر زندگی میں بستے ہو۔ اور تمہارا چشمہ غیر محدود ہے۔ چیزوں کی بھلائی میں یقین رکھنے سے ہر طرف بھلائی ہی بھلائی نمودار ہونے لگ جائے گی۔ دنیا میں یقین اور وشواس سے بڑھ کر اوپر اٹھانے والی کوئی طاقت نہیں۔ وشواس ناکامیابی کو بھی کامیابی میں بدل سکتا ہے۔ خواہ حالات کیسے ہی ہوں۔ برترین طاقت میں وشواس رکھنے سے وہ تمہیں کامیابی تک پہنچا کر رہے گی۔ ہمیشہ افراط میں یقین رکھ کر کمی کو دل میں گھسنے نہ دو۔

بچھو یا سانپ کاٹے کی دوائی

ایک مہاتما نے فرمایا کہ ڈنک نکال کر (۱) نوشادر ۱ تولہ بغیر بجھا ہوا چونا ۲ تولہ پانی سے زخم پر لگا دیں (۲) نرملی رگڑ کر لگائی جاوے یا نوشادر اور چونا ملا کر لگا دیں (۳) اپنا پیشاب پلا دیں۔

سانپ کے لئے اکسیر۔ ریٹھہ سے سبز حصہ نکال کر ۲ رتی ریشمی کپڑا میں باندھ کر گڑ میں ملالیں خوراک ½ رتی۔ ڈنک پر بھی یہی لگا دیں۔

بچھو کا منتر ایک سے دس ہندسہ کو الٹا پڑھیں یعنی ۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱ اور مریض کے زخم پر پھونک ماریں۔ چندر گرہن یا سورج گرہن میں مسلسل اس منتر کو پڑھیں۔ تب یہ سدھ ہو گا۔

سب کا بھلا

از قلم: شری ست پال جی بھاردواج

خدا پیار کرتا ہے سب سے ہی عارف
بھلے کوئی معروف ہو یا ہو وہ کافر
تو کیوں عیب پھر دیکھتا ہے کسی کے
کئے جا بھلا تو بھی سب کا برابر

خدا رزق دیتا ہے سب کو جہاں میں
نہ کچھ بھید اس کو ہو اچھے برے کا
ہے تجھ کو بھی واجب ہی پھر تو عارف
کہ دنیا میں سب کا بھلا تو کئے جا

سدا پھول خوشبو دیں عارف سبھی کو
انہیں بھید اچھے برے کا نہ کچھ ہو
تو بھی پھولوں کی مانند بنا اپنا جیون
لٹا پیار اپنے کی خوشبو سبھی کو

برا کون اچھا نہ دیکھیں کبھی وہ
سدا پیڑ سایہ دیں سب کو برابر
سبق سیکھ کچھ تو بھی پیڑوں سے عارف
برا ہو یا اچھا سب کا بھلا کر

سدا روشنی چاند دیتا ہے سب کو
بھلے کوئی پاپی ہو یا پارسا ہو
مجھے چاند بن کر دکھا تو بھی عارف
دکھا پیار کی راہ دنیا میں سب کو

خوشی تجھ کو کیسے ملے اس جہاں میں
اگر تو ستاتا ہے اوروں کو پل پل
کئے جا بھلا سب کا دنیا میں عارف
خوشی کا ہے یہ آزمایا ہوا حل

خوشی سے سدا کام اوروں کے آنا
خدا کی عبادت کی یہ انتہا ہے
کئے جا بھلا اسلئے سب کا عارف
کہ سب کے بھلے میں ہی تیرا بھلا ہے

چھجو بھگت اور میاں میر

فقیر کی نظروں میں ساری بادشاہی ہیچ ہے

شاہجہاں کے وقت میں میاں میر شاہ ایک ولی اللہ تھے اور لاہور کے پاس رہا کرتے تھے واضح ہو کہ انہی میاں میر کے نام پر ایک مقام "میاں میر" نامی جہاں پر کہ اب چھاؤنی ہے واقع ہے۔ جیسا کہ فقیروں میں رواج ہے۔ میاں میر صاحب اکثر عمل اور شغل میں رہا کرتے تھے۔ اور ان کے پاس اکثر ہندو مسلمان استری پرش، اچھے برے سبھی قسم کے آدمیوں کی آمد و رفت رہتی تھی اور بسا اوقات ان کے دربار میں اور لوگوں کی طرف سے یا خود کی طرف سے رنڈیوں کا ناچ مجرا اور گانا بجانا بھی ہوا کرتا تھا۔ یہ بات بعض لوگوں کو ناپسند تھی اور ایسے لوگوں نے شاہجہاں کے دربار میں شکایت کی کہ ایک فقیر کے پاس اوباش لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ ان کا کچھ انسداد کیا جاوے۔ بادشاہ کچھ سوچ والا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ جب تک ہم خود بہ نفس نفیس موقعہ پر نہ دیکھیں، کچھ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک دن بادشاہ نے گھوڑے پر سوار ہو کر اُدھر کا رُخ کیا۔ راستہ میں دریائے راوی حائل تھا۔ چونکہ پانی کم تھا۔ بادشاہ نے گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ جب عین دریا کے درمیان پہنچا تو اُس کے گھوڑے نے دریا میں پیشاب اور لید کر دی۔ میاں میر بھی بادشاہ کے آنے سے بے خبر نہ تھے۔ جب دُور سے ہی گھوڑے کو لید کرتے دیکھا۔ تو وہیں سے چلا کر کہا کہ "بادشاہ! تیرے گھوڑے نے تمام دریا کو خراب کر دیا ہے۔ اب ہم وضو اور غسل کہاں کریں گے"؟

بادشاہ نے قریب پہنچ کر کہا کہ "سائیں صاحب! بھلا کہیں گھوڑے کی لید اور پیشاب سے دریا خراب ہو سکتا ہے؟" اس پر سائیں نے جواب دیا "تو کیا ایک فقیر کا دل جو بمثل سمندر ہے دُنیا کی آلائش سے جس کو کہ وہ مکھی اور مچھر کے برابر بھی نہیں سمجھتا، خراب ہو سکتا ہے؟"

اس بات کا بادشاہ کے دل پر بہت اثر ہوا اور اسی وقت میاں میر صاحب کی شاگردی قبول کی اور پھر اکثر اُن کے پاس زیارت کو جانے لگا۔ اور جب بھی وہ جاتا ایک نہ ایک نئی بات سیکھ کر واپس آتا۔

ایک روز بادشاہ میاں میر کے پاس بیٹھا تھا کہ میاں میر اچانک دوڑ کر ایک ایسے انسان کی پیشوائی کے لئے بڑھے جو کہ ظاہرا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے اور کم حیثیت معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ اور اس کا تعجب اور بھی بڑھ گیا۔ جبکہ اس نے دیکھا کہ سائیں صاحب نے اُس شخص کو جو کہ ہندو معلوم ہوتا ہے اپنے آسن پر لا بٹھایا۔ اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ اس شخص کا نام چھجو بھگت ہے۔ جتنی دیر بادشاہ وہاں بیٹھا رہا۔ دریائے خجالت اور تکبر میں غرق رہا اور بعد دُعا سلام کے وہاں سے رخصت ہوا۔ ابھی سب مجمع وہاں بیٹھا ہی تھا کہ

بادشاہی پیادہ دوڑا ہوا آیا اور سائیں صاحب سے کہا کہ جہاں پناہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور سخت چوٹ آئی ہے۔
میاں میسر اپنے دھیان ہی میں تھے کہ دوسرا پیادہ آیا اور اُس نے کہا۔ کہ بادشاہ سلامت کی ٹٹی اور پیشاب دونو بند ہیں۔ جس سے پیٹ پھول گیا ہے۔ اور سائیں صاحب کو یاد کیا ہے۔ لہذا کچھ سوچ کر سائیں صاحب محل کی طرف گئے اور جاکر دیکھا کہ بادشاہ کی حالت نہایت ہی خراب ہے۔ جب بادشاہ نے آہ و زاری کر کے اپنی تکلیف دُور کرنے کیلئے کہا تو سائیں صاحب نے فرمایا کہ" بادشاہ تمہاری تکلیف اب حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور میں اِس کو دُور کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ ہاں اگر چھجو بھگت سے التجا کی جائے۔ تب شائد فائدہ کی صورت نکل آئے۔ کیونکہ اُن کو بہت طاقت حاصل ہے"۔
یہ سن کر بادشاہ نے وزیر کی طرف اشارہ کیا کہ کسی شخص کو بھگت جی کے پاس بھیجا جائے۔ القصہ ایک پیادہ بھگت جی کی دُکان کی طرف روانہ ہوا۔ اور سب ماجرا سُنایا۔ بھگت جی نے سن کر ڈرتے کانپتے ہوئے کہا کہ" بھلا میں ایک ٹٹ پونجیہ دوکاندار دوا اور دُعا کو کیا جانوں اور کچھ جانتا ہوتا۔ تو میں اسی حالت میں رہتا۔ جس میں کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو۔ یہ تو سائیں صاحب کی کسر نفسی اور بندہ نوازی ہے۔ وہ ہر طرح صاحب کمال ہیں۔ اُن سے جاکر کہو۔ مجھے شرمندہ کرنے کی بجائے بادشاہ کا دُکھ دُور کریں"
اس دوڑ دھوپ میں بادشاہ کی طبیعت اور بھی خراب ہوگئی۔ اور جب زندگی سے نا اُمیدی معلوم ہوئی۔ تو رو کر سائیں صاحب سے پھر التجا کی کہ" دُعا کیجئے۔ میری خطا بخشی جائے" میاں میر نے کہا" بادشاہ! جو کچھ میں نے کہا ہے سچ کہا ہے تم کو بھگت جی کی عظمت کا اب بھی حال معلوم نہیں۔ اگر یقین آجاتا تو تم ایک پیادہ کو اُن کے پاس نہ بھیجتے۔ اگر ہو سکے تو تم خود ڈولی میں اُن کے پاس پہنچو۔ پھر دیکھو کہ اُن کی دُعا کا اثر کس قدر ہے۔ وہ جب تم کو اس حالت زار میں دیکھیں گے۔ تو ضرور رحم فرمادیں گے۔
بھگت اور سنت فطرتاً ہی رحمدل ہوتے ہیں۔ ہاں خُدا کی قدرت کا تماشا دکھانے کے لئے وہ کچھ پیلا زرد دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس بات کو بادشاہ نے پسند کیا اور پالکی میں مع اہالیان دربار اور سائیں صاحب ٹٹ پونجیہ بھگت کی چھوٹی سی دوکان پر پہنچا۔ جب چھجو بھگت نے بادشاہ اور اُس کے اہل کاروں کو اپنے سامنے دیکھا تو ہاتھ جوڑ کر ڈرتا کانپتا کھڑا ہوگیا۔ یہ دیکھ کر سائیں نے کہا کہ " بھگت جی مہاراج! اب رحم کیجئے۔ دائی سے پیٹ چھپانا اچھا نہیں۔ بادشاہ اپنے کئے پر نادم ہے اُسکی بہت کچھ سزا پاچکا ہے۔ اب اس کے حق میں دُعا کیجئے" جب اس طرح بادشاہ سمیت سب لوگوں نے بھگت جی کے سامنے دُکھڑا رو دیا۔ تو بھگت جی سنبھل کر اور ایک گمبھیر آواز میں بادشاہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ کہ" اے بادشاہ! بھلا یہ تو بتا کہ اگر ہماری دُعا سے تو راضی ہوگیا تو اُس کے عوض میں تو کیا دیگا؟" بادشاہ یہ سن کر خوشی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ کہ مہاراج! جو آپ فرمائیں میں حاضر کروں گا" بھگت جی نے کہا کہ" اور بھلا تیرے پاس کیا ہے۔ یہ بادشاہت ہی تو ہے گو یہ بھی تیری نہیں اور نہ ہی صحت کے مقابلہ میں کچھ چیز ہے۔ خیر چونکہ سائیں صاحب بہت سفارش کرتے ہیں اور ان کا پاس خاطر ہم کو بہت ملحوظ ہے اور تیرا دُکھ بھی ہم سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس لئے ہم دُعا کے صلہ میں تیری بادشاہت ہی قبول کرتے ہیں۔ اگر تم نے صحت حاصل کرنی ہو تو ساری بادشاہت کا پٹہ لکھ دے اور اپنی مُہر لگاکر میرے حوالے کر اور صحت حاصل کر کے جہاں تیری مرضی ہو چلا جانا"

یہ بات سُن کر بادشاہ اور درباریوں کے ہوش اُڑ گئے۔ لیکن چونکہ تکلیف بڑھتی جاتی تھی۔ اور جب دم بھی رُکنے لگا تو سائیں صاحب نے آوازہ لگایا کہ اے بادشاہ! معلوم ہوتا ہے کہ تجھے کوئی دُکھ نہیں بے فائدہ ہی ہم سب کو تکلیف میں ڈال رہا ہے۔ ورنہ جان کے مقابلہ میں مال کیا چیز ہے۔ اگر زندہ رہے گا تو بھوکا تو رہ نہیں سکتا۔ البتہ بادشاہ نہیں رہے گا۔ اب جان نکلنے پر بادشاہی تو یوں بھی جائے گی۔ اس طرح تو جان اور بادشاہت دونو جاتی ہیں۔ اگر بھگت جی کے کہنے پر عمل کرے تو ایک ہی چیز جاتی ہے۔ اور وہ بھی سستی" پس جب اور شخصوں نے بھی اسی طرح سمجھایا اور اُس نے بھی سوچ لیا۔ کہ بادشاہت دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ چار و ناچار دیوان کو پٹہ لکھنے کا حکم دیا۔ اور اپنی مُہر لگا کر سائیں صاحب کے حوالے کیا۔ سائیں صاحب نے بھگت جی کے چرن کملوں میں چڑھایا۔ اور دُعا کے لیے سفارش کی۔

نظرین! یہ تو ایک لیلا ہی تھی۔ ایسا کرنے کی دیر تھی کہ بادشاہ کی ایک دو بار پیٹ کی گندی ہوا خارج ہوئی۔ اور پیٹ ہلکا ہو گیا اور بادشاہ کی آنکھیں کھلیں اور کچھ ہوش آئی۔ تو دیوانوں کو گھر لوٹنے کا حکم دیا۔ یہ دیکھ کر بھگت جی کہنے لگے اب گھر اور بار سے کیا تعلق۔ یہ دیوان وغیرہ سب ہمارے نوکر ہیں۔ تم ڈولی سے نکل کر اپنا نیا گھر تلاش کرو۔" یہ سُن کر بادشاہ کے چھکے چھوٹ گئے۔ ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ پاؤں میں سکتہ ہو گیا۔ اور وہ بمثل

ایک آفت سے مر مر کے ہوا تھا جینا پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی

جب بھگت جی نے دیکھا کہ بادشاہ یہیں دم توڑ دے گا۔ تب پٹہ کو اُٹھا کر کہنے لگے" اے بادشاہ! اب تجھے کچھ معلوم ہوا کہ تیری ساری بادشاہت کا مُول صرف گندی ہوا کا ایک بار اخراج ہے۔ اسی کے زعم پر تو نخوت اور تکبر کا شکار ہو کر لوگوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ جو کہ خدا سے ہم پہنچے ہیں۔ یہ اُٹھا اپنا تنڈیرہ!"

یہ کہہ اُس کاغذ کو پاش پاش کر دیا۔ بادشاہ نے سخت نادم ہو کر بھگت جی اور سائیں صاحب کے چرن پکڑے اور چیلہ بنا اور پھر کبھی فقیروں کی دخل در معقولات کا باعث نہ ہُوا۔

اُس دن سے چھجو بھگت اور میاں میر صاحب کا چرچا دُور دُور تک پھیل گیا اور وہ اکٹھے رہنے لگے۔ ایک روز کچھ ایسا اتفاق ہُوا کہ میاں میر صاحب کہیں باہر سے آئے اور بھگت جی کھانا بنا رہے تھے۔ آتے ہی میاں میر صاحب نے دریافت کیا کہ "بھگت جی اندر آجائیں؟" یہ سُنکر اُنہوں نے جواب دیا کہ "بس اب رہو باہر ہی۔ ورنہ آجاتے تو کِس کو انکار تھا۔ فقیروں کی کیا ذات پات ہوتی ہے۔ جب آپ کے دل میں فرق ہے تو یہاں پہلے ہے" یہ سُن کر سائیں صاحب نے بہت عُذر و معذرت چاہی۔ مگر وہاں تو باہر ہی رہنے کا حکم لگ چکا تھا۔ اس لیے سائیں صاحب خندہ پیشانی سے جا کر اُس مقام پر رہنے لگے۔ جہاں کہ لاہور چھاؤنی میں اب تک میاں میر صاحب کا مزار ہے۔ اس کے بعد دونو بزرگ بالا ہی بالا رہے

واضح رہے کہ چھجو بھگت کی یادگار بھی لاہور میں شاہ عالمی دروازہ کے باہر ہے اور چھجو بھگت کے چوبارہ کے نام سے دو عالم میں مشہور ہیں اور وہاں لوگ منتیں مانتے ہیں۔ اور دُور دُور سے یاتری لوگ درشن کو آتے ہیں۔ چھجو بھگت کا یہ خاص مقولہ تھا۔ جو آج تک زبان زد خلائق ہے۔ ع

چھجو جو سکھ چوبارے وہ نہ بلخ نہ بخارے

فقیری خدا کو پیاری ہے۔ امیری کون بچاری ہے

(سوامی رام)

بدن پر خاک سوہے اکسیر[۱]۔ فقیروں کی ہے یہی جاگیر ہاتھ باندھے ہیں کھڑے امیر۔ بادشاہ ہو۔ یا ہو وزیر

صدا[۲] یہ سبح ہماری ہے گدا[۳] کی خدا سے یاری ہے ٹیک

ہے ان کا نام شنو درویش۔ کوئی نہیں پاوے ان سے بیش خدا سے ملیں رہیں ہمیش[۴]۔ کوئی نہیں جانے انکا بیس[۵]

کبھی تو گریا زاری ہے کبھی چشموں میں خماری[۶] ہے ٹیک

ہے اُن کا رتبہ بہت بلند۔ خدا کے تئیں ہوا پسند بادشاہ سے بھی ہے وہ چند۔ انہیں مت برا کہو ہرچند

اُن کی دل پر سواری ہے فقیری خدا کو پیاری ہے ٹیک

چیتھڑے شال سے ہیں اعلےٰ۔ پشم ہرتال سے ہیں اعلیٰ چنے بھی دال سے ہیں اعلےٰ۔ چلن ہر چال سے ہیں اعلیٰ

زخم جو دل پر کاری ہے وہی خود مرہم بچاری ہے ٹیک

مکان لامکان فقیروں کا۔ نشان بے نشان فقیروں کا فقر ہے نہاں[۷] فقیروں کا۔ خدا ہے ایمان فقیروں کا

طاقت صبر وہ بھاری ہے موت بھی اُن سے ہاری ہے ٹیک

بڑھ گئے بال تو کیا پرواہ۔ اُتر گئی کھال تو کیا پرواہ آگیا مال تو کیا پرواہ ہوئے کنگال تو کیا پرواہ

خدا ہی جناب باری ہے فقر کو یہی قراری[۸] ہے

فقیری خدا کو پیاری ہے امیری کون بچاری ہے

[۱] رسائن۔ کیمیا [۲] آواز [۳] فقیر [۴] ہمیشہ [۵] لباس [۶] مستی [۷] پوشیدہ [۸] برقراری۔ دیرتک

بھگت ہمت داس

لیلا میں بھگوان اور بھگتوں سے اٹھکیلیاں

وسط ہند کی ریاست پنا کے موضع بھڑانچ میں بھگت ہمت داس کا جنم ہوا۔ جب ذرا بڑے ہوئے اور تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ تو سور داس جی کی کویتا نے ان کے دل میں بھگوان کرشن جی کی بھگتی کا بیج بو دیا۔ اس بیج کی آہستہ آہستہ نشو و نما ہونے لگی۔ حتیٰ کہ ہوش سنبھلنے تک ہمت داس جی بھگوان کے ہو چکے تھے۔

وُہ کیرتن کے بڑے شائق تھے۔ ہاتھ میں جھانجیں (کھڑتالیں) لیکر بھگوان کے گُن گانے میں انہیں خاص لطف آتا تھا۔ اور اکثر اوقات کیرتن میں اُن پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ ریاست پنا کے دار الخلافہ شہر پنا میں شری بھگوان کرشن جی کا ایک شاندار مندر تھا۔ جہاں بھگوان کی مورتی شتو بھت تھی۔ ہمت داس نے فیصلہ کیا کہ روزانہ پنا پہنچ کر بھگوان کے درشن کرنے چاہئیں۔ چنانچہ وُہ ہر روز علی الصبح اُٹھتے اور کیرتن کرتے دس میل کا فاصلہ طے کر کے پنا پہنچتے اور وہاں سے بھگوان کے درشن کر کے واپس آتے۔

ایک دن حسب معمول اپنے آپ میں مسرور جھانجیں بجاتے جا رہے تھے کہ راستہ میں چوروں سے سامنا ہو گیا۔ چوروں نے پکڑ لیا اور کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے یہاں رکھ دو۔ بھلا ہمت داس کے پاس کیا تھا۔ اُنکی خوشی، آنند اور سرور کا ذریعہ ساری جائداد جھانجیں ہی تھیں۔ کہا میرے پاس تو یہی کچھ ہے۔ چوروں نے وُہ ہی چھین لیں اور اپنی راہ لیتے بنے۔

ہمت داس کے رنگ میں بھنگ پڑ گیا۔ دل پر ایک ٹھیس سی لگی۔ مگر چارہ کیا تھا۔ فرطِ رنج میں پنا کو روانہ ہو پڑے۔ زندگی کا یہ اصول ہے۔ کہ جو لوگ اپنی زندگی میں بہت کم خواہشات رکھتے ہیں۔ اُن کا ہردے ہر وقت اننت کی یاد میں رہتا ہے۔ اُن کے دل میں اگر کوئی خواہش یا اچھا پیدا ہو جائے تو وُہ فوراً پوری ہوتی ہے۔ خواہ اس کے لئے قدرت کی طرف سے فوق الفطرت حالات کا ہی اظہار کیوں نہ ہو۔ ہمت داس کے دل میں یہ زبردست خواہش تھی کہ میری جھانجیں کسی طرح مجھے واپس مل جائیں تاکہ مَیں بھگوان کی حاضری میں حسب معمول کیرتن کر سکوں۔ اس خواہش کا نتیجہ یہ ہُوا کہ جن چوروں نے ہمت داس سے جھانجیں چھینی تھیں۔ اُن کی بصارت میں بھاری فرق آ گیا چور اپنی یہ حالت دیکھ کر ہمت داس کے پیچھے بھاگے اور کہنے لگے کہ ہمارا اپرادھ کھشما کیجئے۔ اور یہ لیجئے اپنی کھڑتالیں۔ کھڑتالیں دیکھ کر ہمت داس جی خوش ہو گئے۔ دل سے رنج جاتا رہا۔ دویش ہردے میں پہلے ہی نہیں تھا۔ اس لئے چوروں کی حالت پر رحم کھا کر ایک دوہے میں یوں پرارتھنا کی۔ ؎

چوری سے مُکھ موڑ لو چورن نے نند لال

ہمری وستو پھیر دی اب اُن کو کرو نہال

کہتے ہیں کہ یہ دوہا پڑھتے ہی چوروں کی آنکھیں کھل گیئں۔ اور وہ ہمت داس جی کے چرنوں میں گر پڑے۔ اور باقی عمر کے لیئے چوری سے باز رہنے کی پرتگیا کی۔ چوروں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ پڑنے سے بہت سا وقت ضائع ہوگیا۔ اس لیئے جب مندر میں پہنچے تو مندر بند ہو چکا تھا۔ پجاریوں نے اندر جانے سے منع کیا اور کہا۔ اس وقت درشن نہیں ہوسکتے۔ اُن کے لیئے یہ ایک بھاری صدمہ تھا۔ اسی وقت بھگوان کا دھیان کیا اور یہ دوہا پڑھا ؎

کپٹن کو لاگے رہیں ہمت داس کپاٹ
پریمی کے پگ دھرت ہی کھلت کپاٹ چھپاٹ

مطلب یہ کہ مندر کے دروازے تو کپٹی لوگوں کے لیئے بند ہونے چاہیئں۔ پریمی کے تو قدم رکھنے سے اُن کا فوراً کھل جانا ضروری ہے۔ کہتے ہیں، یہ کہنا تھا کہ مندر کے دروازے اپنے آپ کھل گئے۔ اور اُنہیں وہاں بھگوان کے ساکھشات درشن ہوئے۔

اس واقعہ کی خبر جب وہاں کے مہنت کو ملی تو فوراً آکر ہمت داس کے پاؤں پڑا اور درخواست کی کہ مہاراج! آپ یہاں ہی مستقل طور پر درشن دیا کریں۔ میں آپ کی ضروریات کے لیئے ایک گاؤں کی آمدنی آپ کے لیئے وقف کرتا ہوں۔ مگر ہمت داس نے اسے قبول نہ کیا۔

ہمت داس کی مالی حالت اچھی نہیں تھی تاہم آئے گئے سادھو مہاتما کی ٹہل سیوا نہایت شردھا اور پریم سے کیا کرتے تھے اور اس سلسلہ میں ہمیشہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرتے تھے۔ اس لیئے عموماً مقروض ہی رہتے تھے۔ اُن کا گاؤں کے بنیئے پرمیشور داس سے حساب کتاب تھا۔ جب کبھی سادھو مہاتما آتے تو اشیائے خورد و نوش اُس سے منگوا لیا کرتے۔ ایک دن سادھوؤں کی ایک جماعت آگئی اور آکر ہمت داس جی کی مہمان بنی۔ ہمت داس جی نے حسب معمول اشیائے ضروری کے لیئے بنیئے کے پاس آدمی بھیجا۔ مگر اُس نے چیزیں دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے پچھلا حساب چکاؤ۔ آگے سودا تب ملے گا۔

عجیب مشکل بنی اُس بنئے سے ہی لین دین تھا۔ وہی ایسی مشکل گھڑی کا سہارا تھا۔ اور اُسی نے جواب دیدیا۔ گھر آکر استری سے ذکر کیا۔ وہ بھاگوان بڑی نیک استری تھی اُس نے اس سے پیشتر بھی اپنے پتی کے پیچھے لگ کر اپنے تمام زیورات اور اثاثہ سادھو مہاتماؤں کو کھلا دیا ہوا تھا۔ اب اُس کے پاس سہاگ کی نتھ باقی تھی جسے عورتیں نہایت ہی تقدیس کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ بیچاری نے جواب میں کہا "اچھا! میری نتھ لے جاؤ۔ اور یہ وقت گزار لو۔"

اُس وقت کے رواج کے مطابق ایک پتی کے لیئے اپنی پتنی کی نتھ اُتار کر فروخت کرنا نہایت ہی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ مگر سادھو سیوا کے لیئے ہمت داس جی نے یہ بھی کر دیا۔ اور مہاتماجنوں کی دو دن خوب خاطر مدارت کر کے اُنہیں وداع کیا۔ مگر ہمت داس جی کو نہ ہی اپنی غریبی کا احساس تھا اور نہ ہی دولتمند بننے کی خواہش ہی کبھی پیدا ہوئی تھی۔ تاہم کبھی کبھی نتھ کے گروی رکھنے کا خیال دل میں کھٹکا کرتا تھا۔

جو بھگوان کا ہو چکا ہو۔ جس کے خیالات کا چکر بھگوان کی یاد میں ہی چلتا ہو۔ جسے دُنیا میں بھگوت لیلا دیکھنے کے سوا

اور کوئی کام ہی نہ ہو۔ جو اُس کے رنگ میں رنگا ہوا ہو۔ بھلا یہ کب ممکن ہے۔ کہ بھگوان اس کے دل میں کسی قسم کی دُنیاوی خلش باقی رہنے دیں۔ وہ یہ خلش کبھی برداشت نہیں کر سکتے بلکہ اوقات تو ایسی خلش بھگوان اپنے بھگت کو نامرغوب حالات سے گزار کر دُور کر دیتے ہیں۔ اور اکثر دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ عجیب وغریب اور اچنبھے طریق سے نہایت ہی خوشگوار ڈھنگ سے یہ کانٹا اپنے بھگت کے دل سے نکالتے ہیں جو دُنیا میں معجزات اور کرامات کے نام سے مشہور ہوتے ہیں۔

چنانچہ ہمت داس جی کے کیس میں بھی ایسا ہی ہُوا۔ یعنی ایک دن بھگوان ہمت داس کا روپ دھار کر بنیئے کے پاس پہنچے۔ اور اُسے اُس کا سارا حساب جو تین صد کے قریب بنتا تھا چکا کر اس سے نتھ واپس لا کر ہمت داس جی کی پتنی کو دیدی۔ پتنی اپنے پتی کے غیر متوقع طور پر نتھ واپس لانے سے حیران ہو گئی۔ دریافت کرنے لگی کہ یہ روپیہ کہاں سے ملا تھا۔ آپ تو دریا پر گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے اتنی جلدی کیسے واپس آ گئے۔ بھلا پُوجا پاٹھ کے وقت میں بنیئے کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی۔ وغیرہ وغیرہ کئی قسم کے سوال کرتی رہی۔ مگر بھگوان مسکرا کر "ایسا ہی ہے" کہکر ٹالتے رہے اور چند منٹوں کے بعد گھر سے باہر آ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

جب ہمت داس جی واپس آئے اور اپنی استری کے ناک میں نتھ دیکھی تو وہ حیران رہ گئے۔ پُوچھنے لگے۔ یہ کب واپس لائی ہو؟ پتنی نے کہا۔ ابھی تو آپ نے خود لا کر دی ہے۔ ہمت داس جی نے کہا۔ میں نے کب لا کر دی ہے۔ استری کے اِن شبد دل سے کہ آپ نے خود لا کر دی ہے۔ کچھ رنج سا ہوا۔ فوراً بنیئے کے پاس پہنچے۔ تاکہ اس معاملہ کی تحقیقات کریں۔ بنیئے نے غیر متوقع طور پر آؤ بھگت کی۔ کہنے لگا فرمایئے کس چیز کی ضرورت ہے۔

ہمت داس جی بنیئے کا یہ وطیرہ دیکھ کر اور بھی حیران ہوئے۔ کہاں اس کا یہ کہنا کہ جب تک پچھلا حساب ختم نہ کرو گے۔ سودا نہیں ملے گا۔ اور کہاں اس کا خوش آمدید۔ ہمت داس جی نے مشتبہ دل سے دریافت کیا۔ کہ جو نتھ آپ کے پاس گروی رکھی گئی تھی۔ وہ کہاں ہے؟ بنیئے نے جواب دیا کہ ابھی ابھی تو آپ سارا حساب چکا کر اپنی نتھ واپس لے گئے ہیں۔ اب اِن بہکی بہکی باتوں سے کیا مطلب۔ چنانچہ بنیئے نے بہی ہمت داس جی کے آگے رکھدی۔ وہاں روپیہ بھی آگت پڑا ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی اُنکے دستخط بھی۔ بس پھر کیا تھا۔ سارے شک وشبہات دور ہو گئے۔ سمجھ آ گئی۔ کہ یہ ساری کرپا اس مہاپربھو کی ہے کہ جنہوں نے چوروں کی بعارت لی اور دوبارہ واپس دی۔ جنہوں نے مندر کے کپاٹ کھولے اور جو میری جیون نیا کو اپنی اور کھینچے لئے جا رہے ہیں۔ اس خیال سے ہی حالت اور ہو گئی۔ اور ہمت داس جی وِسمادی بھاؤ میں ایسے غرق ہوئے کہ دو دن کے بعد ہوش آئی۔

تصحیح

ناظرینِ اوم۔ شانتی انک بابت جنوری ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۷۳ پر نظم آتم چنتن کے دوسرے اور تیسرے شعروں میں یوں پڑھیں

اٹل بے تغیر اچل اور امر ۔ نہیں موت کا جس کو خوف وخطر
نہ گرمی نہ سردی کا جس پر اثر ۔ نہ بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپے کا ڈر

قابل تعظیم محترم ایڈیٹر صاحب رسالہ اوم

سادر نمستے!

مجھے اکثر آپ کے رسالہ اوم میں مندرجہ روحانی بلند پایہ مضامین پڑھنے کا عرصہ سے اتفاق ہوتا رہتا ہے اور ان کو پڑھ کر ایک نئی قسم کی روحانی شکتی پیدا ہوتی ہے۔ رسالہ اوم جیسے بلند پایہ اخلاقی اور روحانی رسالوں کی اشد ضرورت ہے کیونکہ آپ کے پُر اثر خیالات و جذبات نوجوانوں۔ بچوں بوڑھوں کیا مرد کیا عورتوں کے روحانی خیالات و جذبات کو اُبھارتے ہیں اور جو ماحول توجہ مغربی تہذیب کے ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں جاگزیں ہو رہا ہے۔ اُس کے اثر کو دور کرنے کے لئے بہت حد تک مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ میں آپ کے مندرجہ مضامین رسالہ میں پڑھ کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور آپکو لف ہذا "آتم گیان" پہ ایک چھوٹا سا آرٹیکل بغرض اشاعت گذارش کر رہا ہوں۔ آپکا خیر اندیش۔

صاحب دتا مل وید بی اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ جموں کشمیر ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس جموں

آتم گیان

سنسار کے سب مہاتماؤں۔ رشیوں۔ پیغمبروں۔ مہاپرشوں نے بہ بانگ دہل کہا ہے۔ وید بھگوان فرماتے ہیں۔

आत्मानम अभिजानाहि (آتمانم ودھی) اپنے آپ کو جانو۔ بھگوان مہاویر جی فرماتے ہیں۔ आत्मानम विद्धि (اپنے آپ کو جانو) کرائیسٹ مہاتما فرماتے ہیں KNOW THY SELF (اپنے آپ کو جانو) مہرشی رمن جی فرماتے ہیں ENQUIRE INTO YOUR SELF اپنے آپ میں تحقیق کرو۔ وغیرہ۔ مہاتما تلسی داس جی نے فرمایا ہے۔ گو گوچر جہاں لگ من جائی۔ تہاں لگ مایا کرت جانیو بھائی۔ ارتھات:۔ جہاں جہاں تک اندریوں اور من کی رسائی ہے۔ وہ سب مایا کرت ہے۔ مہاتما پرم ہنس سنت فقیر چند جی مہاراج فرماتے ہیں۔ من کے چکر چھوٹنے سے روحانی طبقہ انوبھو میں آتا ہے۔ ہم نے اُس تتو کو ڈھونڈنا ہے جو ہمارے اندر پرکاش کو دیکھتا ہے۔ اور شبد کو سنتا ہے۔ کیونکہ پرکاش اور شبد اور چیز ہے۔ اور جو چیز اُن کو دیکھتی یا سنتی ہے وہ اور ہے۔ جب اُس کی تلاش کی جاتی ہے۔ تو سمادھی لگ جاتی ہے۔ جو تلاش کرنے والا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ کیول ONENESS PREVAILS وہ اپنی فردیت کو کلیت میں ملا دیتا ہے۔ کیونکہ ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔ ؎

جس کو خبر نہیں اُسے جوش و خروش ہے
جو پا گیا ہے راز وہ گم ہے خاموش ہے

اس اوستھا کو سنتوں نے اکال پُرش۔ ہندؤں نے پرم تتو۔ کوٹستھ کہا ہے۔ اپنی ہستی گم ہو جاتی ہے۔ اُس اوستھا میں کیا ہے۔ کیا نہیں سب نے خاموشی اختیار کر لی۔ کسی نے حیرت روپ کہہ دیا۔ ادونیہ۔ انوپ۔ شانتی روپ کہہ دیا آخر معلوم یہ ہوا۔

راز ہستی راز ہے جب تک کوئی محرم نہ ہو
کھل گیا جب دم تو محرم کے سوا کچھ بھی نہیں

گیان ہماری سمجھ میں ہے۔ انوبھو ہے۔ اور انوبھو ہی سارے ابھیاسوں کا منزلِ مقصود۔ سنتوں میں بھی جتنی جتنی جکی بدھی ہے۔ جتنی جتنی جکی کلپنا شکتی ہے اتنا اتنا ہی کہہ گیا۔ اس گیان یعنی آتم گیان کے نہ ہونے سے ہی۔ انسانی نسل مختلف مذہبوں اور پنتھوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ اس لئے مذہبی منافرت۔ مذہبی جنگ و جدل و فساد ہوتے ہیں۔ سمجھدار طبقہ کے انسان۔ اصلیت سمجھکر مذہبی لڑائی جھگڑے اور غیریت کو دور کریں۔

گیانی کی کہانی

از قلم حکیم رمیلا ایس جی مُضطر

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُوحانی ہے اُس کی زبانی

اگر جسم ہو قید آزاد میں ہوں | اُجڑ جائے گر دُنیا آباد میں ہوں
ہو مغموم دِل میرا دِلشاد میں ہوں | کہ فعلوں کا مُوجد و ایجاد میں ہوں

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُوحانی ہے اُس کی زبانی

مکیں بھی میں خود ہوں اور خود ہی مکاں ہوں | ہے اک شے نشاں میرا خود بے نشاں ہوں
جو ہو آنکھ شب تار میں بھی عیاں ہوں | بصورت دِگر روز روشن نہاں ہوں

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُوحانی ہے اُس کی زبانی

مساجد میں دیکھو تو مسجُود میں ہوں | معابد میں دیکھو تو معبود میں ہوں
میں شاہد بھی ہوں اور مشہود میں ہوں | خدا سب سے ہوں اور سب میں موجود میں ہوں

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُوحانی ہے اُس کی زبانی

اگر نقطہ اوپر تو میں خود خدا ہوں | اگر نقطہ نیچے خدا سے جدا ہوں
خدا اور جدا بھی بصورت صدا ہوں | حقیقت میں خود ہوں و خود پہ فدا ہوں

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُوحانی ہے اُس کی زبانی

میری حمد میں چلتی ہے بادِ صرصر | ذکر و فکر میرا ہوتا ہے گھر گھر
ہر اک ذرہ ہے میری قدرت کا دفتر | سُنو میرے ہی گیت گاتا ہے مُضطر

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُوحانی ہے اُس کی زبانی

زندگی اور خوشی کے خزانے

ساری دُنیا ایک ہی گھر ہے۔ مختلف ممالک اسی گھر کے کمرے ہیں۔ اور کل نوعِ انسان ایک ہی پریوار ہے۔ ملکی حدود۔ نسلی امتیازات اور مذہبی تعصبات پرانی جہالت کے بوسیدہ کھنڈرات ہیں۔ مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے سے جُدا خیال کرنا انسانیت کے حق میں ایسی ہی مہلک غلطی ہے۔ جیسی کہ ایک جسم کے بازوؤں کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کی کسی قسم کی ترقی اور تہذیب بھی زمین پر پائیدار امن قائم نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ ہمارے دلوں میں اس قسم کے جاہلانہ تفرقات اور تعصبات موجود ہیں۔ اب جب کہ پچھلی تہذیب فیل ہو چکی ہے۔ اور ساری دنیا آتش جنگ کے روز افزوں شعلوں کے درمیان بھسم ہوتی چلی جارہی ہے۔ وقت ہے کہ ہم اصل حقیقت کی طرف بیدار ہوں۔ آج تک کسی زمانے یا کسی ملک میں بھی کسی فرد یا جماعت نے جو کچھ دریافت یا ایجاد یا تخلیق کیا ہے۔ اسے اپنا مشترکہ ورثہ جان کر اسے اپنائیں۔ کل کتب مقدسہ کو اپنی ہی کتب سمجھیں۔ اور تمام بزرگوں کو اپنے ہی بزرگ جان کر ان کی عزت کریں۔ اور اپنی زندگی سے اس موروثی اور مشترکہ دولت میں ایزادی کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ یہ عقیدہ کہ مزید دریافت یا ایجاد یا تخلیق نہیں ہو سکتی۔ صرف انہی اقوام کے دل میں جگہ پا سکتا ہے۔ جو میدانِ زندگی میں متواتر شکستوں کے باعث مایوس ہو چکی ہیں۔ ورنہ زندگی تو لگاتار ترقی اور تخلیق کا نام ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ تو ہمارے جینے کے معنی کیا؟ اور پھر جینے کی خوشی ہی کہاں؟

جس طرح سوسائٹی میں ہر فرد قابلیت مخصوصہ رکھتا ہے اور جس طرح جسم کا ہر ایک عضو ایک خاص فعل کے لیئے ہوتا ہے اسی طرح مختلف قومیں اور مشرق اور مغرب بھی خاص خاص میلانات رکھتے ہیں۔ مثلاً مشرق میں حقیقت کی کھوج کی امنگ غالب چلی آتی ہے اور مغرب میں طبعیات کے مطالعہ کا زبردست میلان پایا جاتا ہے۔ (پروفیسر نرمل چندر)

عقیدت

(شری بلجیت سنگھ جی ایم اے پی ای ایس)

کیا کوئی نانک نہ ہوگا پھر جہاں میں رونما؟ — پھر نہ لوٹے گا محمد لے کے جلوہ نور کا؟

کیا مسیحا کی ضرورت آجکل سے کم ہوئی؟ — کب کرشنا کی بجے گی از سرِ نو بنسری؟

کیا سدھارتھ پھر اُتر آئیگا اپنے خویش میں؟ — رام کب پھر لوٹ کر آئیگا اپنے دیش میں؟

اے دلِ منکر یقین کر سب کے سب موجود ہیں

تیرے دل میں تیرا خالق جسکی ہم مخلوق ہیں

چمکور صاحب کی گڑھی میں صاحبزادوں کو

گورو گوبند سنگھ جی کا پیغام روحانی

(از قلم شری بلجیت سنگھ جی سجّاد ایم اے بی ای ایس)

زندگی ایک عبادت کے سوا کچھ بھی نہیں
زندگی ایک شہادت کے سوا کچھ بھی نہیں

تیغ اور تیاگ نے دُنیا کو ہمیشہ جیتا
من کو جو جیت گیا، سارے جہاں میں جیتا

جان کی بازی لگا، ظلم کا طوفان مٹا
خونِ خالص کو بہا، خونِ شہادت میں نہا

زندگی ایک ریاضت کے سوا کچھ بھی نہیں
جنگ میں کوُد میرے لختِ جگر شوق سے جا

خدمتِ خلق کا موقعہ بھی کسے ہے ملتا
جنگ میں کوُد میرے نورِ چشم شوق سے جا

وقت آپہنچا ہے اب جوہرِ شمشیر دکھا
جنگ میں کوُد میری رُوحِ بقا شوق سے جا

جسے دکھ سکھ ایک سمان وہی دھیر پرش کہلاوے

از طرف شری ۱۰۸ سوامی شاشوت آنند جی مہاراج

ایک پتر

از وبرانتی سٹور راما کرشنا پارک امین آباد لکھنؤ

پرم پریہ شری یت نندہ صاحب ! اوم آنند

شریر دھاری کو دُکھ سُکھ دونو بھوگ اوشیہ بھوگنے ہی پڑتے ہیں۔ چاہے وہ گیانی ہو یا اگیانی۔ عارفوں کے سرتاج منصور جیسے کو سولی بھی گرہن کرنی پڑی۔ اور جنک جیسوں کو راج گدی ملی۔ رام بھگوان اور کرشن بھگوان کو بھی دیہہ دھارن کر کے دُکھ سُکھ دیکھنے ہی پڑے۔ گورو ارجن دیو۔ گورو تیغ بہادر۔ گورو گوبند سنگھ جی نے کتنے کشٹ اُٹھائے اس سے تو کوئی چھوٹ ہی نہیں سکتا۔ البتہ اگیان کے نورت ہو جانے کے بعد اس دُکھ سُکھ کی پراپتی بھاسک ستار رہ جاتی ہے۔ پرتیتی اور انوبھوتی تو اوشیہ ہوتی ہے مگر ستا شونیہ ہو کر، کرموں کا ناش بھوگ کر۔ انتہ کرن کے دھرموں کا ناش پراربدھ گھٹنے کے ساتھ ساتھ بھرانتی کی نورتی سے اور اگیان کا ناش اپروکش گیان سے ہوتا ہے۔ آتما میں بقول سوکشم کارن تینوں دیہہ یا انکے دھرم نہیں ہیں پربھو اور گورو کی کرپا سے یہ نتیجہ ہی سادھنا کا پھل ہے۔ یہ بیماری بھی ایک امتحان تھا سو گذر گیا۔ اب چند دن تک مکمل صحت ہو جاویگی۔ پرچہ جنوری ۷۸ء شانتی انک بڑا ہی بہت شاندار ہے

کیا پاپ تمہارا پیچھا کر رہا ہے

ازقلم شری چمن لال جی شوق شاہدرہ دہلی

ہمّت نہ ہارو متر —— پاپ میں بھی نشپاپ تمہارے ساتھ ہے —— ورنہ پاپ کے پاپ ہونے کا احساس کیسے ہوتا ——!

اندھکار کے پردے میں پرکاش —— نراشا میں آشا کے سمان —— اُسکی آتما کے رُوپ میں رما رہتا ہے۔

آتما سدا جیو کے ساتھ رہتی ہے۔ ورنہ جیو نرجیو ہو جائے۔ پتھر کے سمان ——۔

آتما پتھر میں بھی سوئی رہتی ہے۔ یدی نہ ہو تو پتھر ذرّہ ذرّہ ہو کر بکھر جائے —— اُس کے پرمانوؤں کو سمبندھ کون رکھتا ہے۔ اُس کو پتھر کا رُوپ کون دیتا ہے!

جب پرکاش ہو جائے گا تو تم جان جاؤ گے۔ کہ اندھیروں نے تمہاری درشٹی کو گہرائی دی ہے —— تیبرتا دی ہے —— کمزور نہیں کیا۔

فقط اجالے میں دیکھنے والی آنکھیں اندھیروں کے مرم کیا جانیں ——؟

اندھیرے اور اجالے۔ دونوں کی انوبھوتی جب تک نہ ہو جائے۔ گیان ادھورا رہتا ہے۔ بودھ نہیں بن پاتا۔

اگیان سے ہی گیان جنم لیتا ہے —— اور پھر ایک دن —— اگیان میں ہی ڈوب کر سو جاتا ہے —— وچتر لیلا ہے اُس لیلا دھاری کی ——!

اندھکار کے سمندر میں نہ جانے کتنے سورج سو رہے ہیں۔ کتنی سرشٹیاں ڈوبی ہوئی ہیں۔

اپنے سمے پر سوریہ۔ مہا سوریہ اور سرشٹیوں کے سلسلے اُبھرتے رہتے ہیں اور اپنا سماں بتا کر ڈوبتے رہتے ہیں۔

کتنے ہی سوریہ پرتی چھن اودے ہو رہے ہیں —— کتنی ہی سرشٹیاں پرتی چھن لے ہو رہی ہیں۔

کون سی سرشٹی کا پاپ تمہارا پیچھا کر رہا ہے

دوڑو مت دوست نشپاپ سدا تمہارے ساتھ ہے —— اس کی طرف دیکھ کر لو۔ پاپ پیچھے رہ جائینگے۔ پرچھائیوں کے سمان ——!

اور چاروں طرف اُجالا ہی اُجالا ہوگا۔ تو ساری پرچھائیاں نشٹ ہو جائیں گی۔

ہمّت نہ ہارو —— متر —— پرچھائیوں کو بھول جاؤ۔

نشپاپ کی اور دیکھو —— نشپاپ سدا تمہارے ساتھ ہے —— وہ کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا۔ کبھی نہیں

قطعات

از شری لکشمی چند جی گروور شاہدرہ

بے ثباتیٔ دُنیا

دُنیا کیا ہے ایک کھیل تماشہ یارو
حیات کیا ہے آب میں ایک بتاشہ یارو
جسم انسان ہے بس اِک پُرزۂ مشین،
گاہے تولہ ہے تو گاہے ماشہ یارو

سکندر نہ رہا دارا نہ رہا
حشمت نہ رہی اور جاہ نہ رہا
مِٹ گئے شاہد مثلِ حباب
بنج نہ رہا بنجارا نہ رہا

غم کا بنجارا

مانا گردشِ تقدیر کا مارا ہُوں میں
حق کا کُشتہ خود ہوں دنا کارا ہُوں میں
دشنتِ تدبیر بھی اب بچانے سے رہے شاہد
جب بے سُود فکر و غم کا بنجارا ہوں میں

یکسانیتِ قلب

دریا سے اُلفت ہو مرے دل میں رواں
تا ہمیش رہُوں میں شاداں و فرحاں
یاس و حسرت بھُولے سے نہ ستانے پائے
ہر سُود و زیاں ہو شاہد مجھے یکساں

قبائے اُلفت

رہروِ راہ بامِ حقیقت ہوں میں
اسیرِ حلقۂ دامِ محبّت ہوں میں
قبائے اُلفت تا بے داغ ہو میرے مولا
رنگ دے یکسر، رامِ عقیدت ہُوں میں

کثرتِ درد

کثرتِ درد بنی دوا مری
یاس و حسرت ہُوئی دُعا مری
شکریہ شاہد اُس ربِ عالم کا
لاج رکھ لی جس نے لا انتہا مری

ذات بیچوں

مجال کس کی کرے ذکر و بات تیری
سبے چوں بے چوں کُل ذات تیری
چاند سُورج پر نہیں کچھ موقوف
ہر ذرّے میں ہے کرامات تیری

بھارت کی عظمت اور درویش حکمران

مہاراجہ چندر گپت

شری سانول شاہ تارا گڑھی

جس میں گُن ہوں اُس کو عزت، عزت والے کو دولت، دولت والے کو حکم اور حکم والے کو حکومت خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔

تاریخی پس منظر

سینکڑوں الگ الگ راجیوں میں بٹے ہوئے بھارت دیش کی آپسی پھوٹ اور نا اتفاقی کا فائدہ اُٹھا کر ..... یونانی فوجوں نے اس مہان دیش میں آکر خونخوار درندوں کی طرح لوٹ مار قتل و غارتگری کا طوفان برپا کر دیا۔ چاروں طرف ہاہا کار مچ اُٹھا۔ ہندوستان کے راجہ لوگ ایک ایک کر کے ہارتے چلے گئے۔ یونانی فوجیں مُلک کے بہت بڑے حصّہ پر قابض ہو گئیں۔ دیش کے عوام میں مایوسی پھیل رہی تھی۔ لوگ بدیشیوں کے ظلم سے پریشان ہو کر دُکھ سے ویاکل ہو رہے تھے۔ تب گہرائی سے نکل کر ایک سادھو نے جو تکش شلا آشرم (تعلیمی یونیورسٹی) کے مُکھیہ ادھیاپک تھے دیش کی آزادی اور ایکاگرتا کے لیئے میدان میں قدم رکھا۔ یونانیوں کے خونی پنجوں سے اپنے پیارے دیش کو نجات دلانے کے لئے عوامی جاگرتی کے لیئے کام شروع کیا۔

اس سادھو کا نام تھا "مہرشی چانکیہ" چانکیہ جی نے گھر گھر نگر نگر گھوم پھر کر لاکھوں نوجوانوں کو سوئم سیوک کے رُوپ میں سنگھٹت کر کے گوریلا جنگ کی ٹریننگ دینے کے مراکز چالو کئے۔ دیش واسیوں میں آزادی حاصل کرنے کا جذبہ جگایا۔ بدیشی لٹیروں سے دیش آزاد کرانے کے لیئے اُن کے بھاشنوں سے لوگ بیقرار ہو کر گھروں سے نکل پڑے۔ ہر جگہ جہاں بھی یونانی فوجی موجود تھے یا دکھائی دیے جاتے۔ لوگ اُن پر ٹوٹ پڑتے۔ آخر گھمسان کی جنگ لڑی گئی۔ جنتا کے جوش کی انتہا نہ تھی۔ یونانی فوجوں کے تربیت یافتہ دستے عوامی جوش کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یونانی ہار گئے۔ ہارے ہوئے یونانیوں کے سپہ سالار سلیوکس نے مُنہ میں گھاس لے کر اپنی شکست کا اعتراف کیا اور اپنی لڑکی "ہیلن" کی شادی مہرشی چانکیہ کے شاگرد "چندر گپت" سے کر کے نیز بہت بڑا علاقہ جہیز میں دے کر صُلح کی اور اپنے دیش کو واپس پلٹ گیا۔ بھارت آزاد ہوا۔ اور نہ صرف آزاد ہوا بلکہ ساتھ ہی ایک بہت بڑے دیش کی صورت اختیار کر گیا۔

چندر گپت کو اس مہان نئے دیش کا سمراٹ بنا کر چانکیہ نے 'مہامنتری' کا پد گرہن کر کے بھارت کی خوشحالی، ترقی اور مضبوطی کے لیئے یوجنائیں ارنبھ کیں۔ دیش دن بدن خوشحال ہوتا چلا گیا۔ دن بدن مضبوط اور مہان دیش کا رُوپ اختیار کرتا گیا

بڑھتا رہا۔

سمراٹ چندر گپت کا راجیہ دربار

قطار در قطار ایستادہ بلوری پتھروں کے رنگین نقاشی دار ہزاروں ستونوں والے ایک بہت بڑے بھون میں سمراٹ کا راجیہ دربار لگتا تھا۔

ستونوں کے درمیان مخمل و اطلس کے سنہری کام کے پردے لہرا رہے تھے جن کے نیچے سونے کی جڑاؤ تپائیاں لگی ہوئی تھیں اور درمیان میں کھلا راستہ تھا۔ جس کے آخر میں سامنے کی طرف ایک اونچی جگہ پر بہت بڑا طلائی سنگھاسن تھا جس میں جڑے ہوئے لا تعداد لال و زمرد ہیرے جواہرات اپنی رنگا رنگ روشنی اور جگمگاہٹ سے آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہے تھے۔ یہ سمراٹ کا دربار عام تھا۔ جہاں ہر روز اجلاس لگا کر سمراٹ اپنے بہت بڑے ملک کے انتظامیہ کا روبار کا جائزہ لیا کرتے تھے۔ دربار میں آج بڑی گہما گہمی تھی۔ سمراٹ چندر گپت کچھ پرانتوں کا دورہ کر کے کل ہی واپس لوٹے تھے۔ اور آج دربار میں آ رہے تھے۔ بھارت کے سبھی علاقوں سے آئے ہوئے لوگ اپنے اپنے علاقوں کے روایتی لباس میں ملبوس خاص سج دھج سے اپنی اپنی نشست پر بیٹھے تھے۔ دوسرے دیشوں کے سفیر و درشن ابھلاشی۔ بھاری تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ سب لوگ سمراٹ کے پدھارنے کے منتظر تھے۔ دربار عام میں میلا سا لگا ہوا تھا۔ تبھی چوبدار نے بلند آواز سے پکارنا شروع کیا۔ سادھان! سادھان!! سادھان!!! بھارت سمراٹ مہاراج ادھیراج۔ مہابلی چندر گپت جی پدھار رہے ہیں۔

لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ سمراٹ آئے اور تخت شاہی پر جلوہ افروز ہو کر ہاتھ کے اشارے سے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ راج پروہتوں نے اٹھ کر مہاراج کو آشیرواد دیتے ہوئے راجیہ کارج ارمبھ کرنے کی آگیا دی

سمراٹ کے آگے تحفے تحائف و نذرانے پیش ہونے شروع ہوئے۔ چوبدار بار بار نذرانے پیش کرنے والوں کے نام پکار رہا تھا۔ نذرانے پیش ہوتے رہے۔ لاتعداد نذرانے۔ جواہرات کے بھرے طباق۔ سونے کے جڑاؤ زیورات، شال دوشالے۔ غالیچے اور قیمتی نادرات و اشیائے نذرانے۔ بھارت کی قوت و عظمت کے مظہر۔ سب سے آخر میں دو غیر ملکی نمائندوں نے پرنام کرتے ہوئے اپنے ملک کے تحائف پیش کر کے اور اپنے بادشاہ کا خط سمراٹ کی سیوا میں رکھا۔ سمراٹ نے خط پڑھا اور بولے۔ تمہارے بادشاہ کا سدبھاونا کا پتر ہم نے پڑھا۔ ہم تمہاری بھارت یاترا کی سپھلتا کا دھیان رکھیں گے۔ بتاؤ بھارت میں تم کیا وچار لے کر آئے ہو؟

ایک نمائندہ نے سر جھکا کر کہا:۔ مہاراج! ہم مہان بھارت کے ساتھ اپنے ملک کے سفارتی تعلقات بنانا اور تجارتی معاہدہ کر کے بھارت کی متر تا پراپت کرنے کے لکش کو لے کر حاضر ہوئے ہیں۔

سمراٹ نے کہا:۔ بھارت کے لوگ تمہاری سد بھاونا یاترا کا سواگت کرتے ہیں۔ بھارت سب سے متر تا اور سب کی بھلائی چاہتے اور سب دیشوں سے پیار کا سمبندھ بنانے کا مہان آدرش رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر سمراٹ نے ایک راجیہ کرمچاری کو کہا کہ ان دونوں بدیشی نمائندوں کو شاہی مہمان خانہ میں لے کر آدر سے نواس دو۔ اور کل پردھان منتری نواس کرا دو۔ جس سے یہ لکش پراپتی کر سکیں۔

دونوں نمائندے پرنام کر کے راجیہ کے ساتھ شاہی مہمان خانہ میں جا پہنچے۔ دربار کی کارروائی چلتی رہی۔

دُوسرے دن راجیہ کرمچاری نے شاہی مہمان خانہ میں آکر دونوں نمائندوں کو پردھان منتری سے مُلاقات کے لئے چلنے کے کہا۔ ایک رتھ پر سوار ہو کر تینوں روانہ ہوئے۔ رتھ شہر سے بیچ میں سے گزر رہا تھا۔ بازار کے دونوں طرف سفید سنگ مرمر کی بڑی بڑی عمارتیں کھڑی شہر کی شوبھا بڑھا رہی تھیں۔ جابجا بڑے بڑے چوک تھے۔ جن میں درمیان میں اونچے چبوترے اور لال پتھر کے فوّارے عجیب بہار دکھا رہے تھے۔ سڑک پختہ اور پتھروں کی بنی ہوئی تھی۔ رتھ گزر رہا تھا۔ دونو غیر ملکی نمائندے حیران ہو کر اردگرد کھڑی شاندار عمارتوں کو دیکھ رہے تھے۔ بار بار سوچتے شائد وُہ بڑی عمارت جو بہت خوبصورت اور اعلےٰ ہے۔ وُہ پردھان منتری کا نواس استھان ہوگا۔ لیکن جب رتھ اُس عمارت کے پاس سے گزر کر آگے بڑھ جاتا۔ تو آگے نظر آنے والی پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور بڑی عمارتوں کو یہ دیکھ کر پھر سے پردھان منتری کے نواس استھان کا انومان کرنے لگے۔ رتھ چلا جارہا تھا۔ شہر کے بڑے بڑے بازاروں۔ خوبصورت عمارتوں اور باغیچوں کے درمیان بنے ہُوئے محلات ایک ایک کر کے گزرتے جارہے تھے۔ آخر ایک نے راجیہ کرمچاری سے پُوچھا۔ پردھان منتری کہاں نواس رکھتے ہیں؟

کرمچاری نے کہا: شہر سے باہر۔

دونوں نے آپس میں کہا۔ ٹھیک ہے اتنے بڑے دیش کا پردھان منتری ان بڑی بڑی عمارتوں سے بھی بڑی اور خوبصورت عمارت میں رہتا ہوگا۔ آخر کیوں نہ ہو۔ بھارت جیسے دیش کا پردھان منتری جو ٹھہرا۔ رتھ چلتے چلتے شہر سے باہر نکلا۔ شہر کے باہر واقعی خوبصورت پھولوں بھرے باغیچوں کے درمیان دلکش عمارتیں نظر آرہی تھیں۔ دونوں نمائندے پھر اندازے لگانے لگے۔ رتھ گزرتا چلا گیا۔ حتےٰ کہ تمام عمارتیں جو شہر کے بیرون موجود تھیں ختم ہوگئیں۔ اب کھیت نظر آنے لگے۔ کہاں رہتے ہوں گے پردھان منتری؟

دونو حیران ہو کر سوچ رہے تھے۔ کھیتوں کے درمیان بنے راستے پر رتھ چلتا رہا اور آخر کار ایک جگہ جاکر رُک گیا سامنے راستے کے ایک طرف ایک چوگان میں لکڑی کے تختوں کی باڑ کے درمیان بنی ایک جھونپڑی نظر آرہی تھی۔ دروازے پر ایک سادھارن آدمی کھڑا تھا۔ راجیہ کرمچاری نے رتھ سے اُتر کر اُسے کچھ کہا۔ وُہ اندر جھونپڑی میں چلا گیا۔ اور کچھ دیر بعد واپس آکر اندر آنے کے لئے کہا۔ دونوں نمائندے راجیہ کرمچاری کے ساتھ اندر داخل ہو رہے۔ یہاں کون رہتا ہے؟ کس سے ملنے لے آیا ہے یہ؟ دونو حیران ہُوئے ایک دُوسرے کا مونہہ دیکھ رہے تھے۔ اندر جاکر دیکھا۔ ایک سادہ سی لکڑی کی چوکی پر ایک ہی دھوتی جسم پر لپیٹے ایک پُرش بیٹھا ہے۔ جس کے اردگرد کچھ لوگ بیٹھے بھوج پتروں پر اُس کی ہدایات کے مطابق لکھ رہے تھے۔ کرمچاری نے دونوں کو لیجاکر سامنے بچھی تپائیوں پر بٹھا دیا۔ پردھان منتری یہ ہیں! —— یہ درویش صورت آدمی اتنے بڑے دیش کا پردھان منتری ہے؟

پردھان منتری نے دونوں نمائندوں کا سواگت کرتے ہُوئے کہا۔ آپ کے بادشاہ کا خط مَیں نے پڑھ لیا ہے۔ آپ اپنی آمد کا مُدعا بیان کیجئے تاکہ بات آگے چل سکے۔

دونوں نے سفارتی تعلقات و تجارتی معاہدے کرنے کی بات کہی۔ اپنی ضرورت اور سہولت کے متعلق بات کی۔ بہت دیر تک بات چلتی رہی بالآخر مناسب شرائط پر معاہدہ جات طے ہوگئے۔

دونوں نمائندے انتہائی خوش اور مسرور تھے کہ بات بڑی خوش اسلوبی سے طے پائی ہے۔ ایک نے نمرتا سے کہا۔ بھارت جیسے مہان دیش کی شوبھا آپ جیسے مہان منتری سے ہی ہے۔ آپ کی قابلیت سوجھ بوجھ مسلمہ ہے۔ لیکن یوں فقیرانہ لباس اور سادہ بود و باش رکھ کر نیز ایک معمولی پھوس کی جھونپڑی میں رہ کر آپ اپنے بڑے دیش کا انتظام کیسے کر پاتے ہیں!

مہان منتری نے کہا دیش کے انتظامی معاملات کا میرے لباس۔ رہائش اور سادگی سے کیا تعلق۔

نمائندے نے کہا۔ حکومتی وقار کے لئے شان و شوکت بنائے رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ بنا شان و شوکت جنتا پر حکومت کا رعب و دبدبہ نہیں پڑتا۔ اور لوگ بے پرواہ نڈر اور قانون شکن ہو جاتے ہیں۔ مہان منتری نے ہنستے ہوئے کہا، حکومت کا وقار شان و شوکت کا مرہون نہیں۔ انتظام کی خوبی۔ چوکسی اور دیش سیوا کے جذبوں سے ہوتا ہے۔

نمائندہ نے کہا۔ ہم حیران ہیں۔ ہماری بدھی یہ ماننے سے عاجز ہے کہ حکومت شان و شوکت سے چل سکتی ہے ہمارے اپنے دیش میں دوسرے دیشوں میں ہم نے یہی دیکھا ہے۔ لیکن آپ کی مثال ایک نئی بات ہے۔ بالکل نئی اور انوکھی! یہ ناممکن بات کیوں کر ممکن ہوئی ہماری بدھی ماننے سے اب بھی انکاری ہے۔ کیا ہم راج کاج کا چلن آپ کی آگیا کا پالن اور راجیہ ادھیکاروں کی رکشا کا درشن دیکھ سکتے ہیں۔

مہا منتری نے کہا۔ بے شک اگر آپ دیکھنا چاہیں تو ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ یہ کہہ کر ایک کرمچاری کو بلا کر کچھ سمجھایا اور پھر نمائندوں سے کہا۔ آپ میرے اس آدمی کے ساتھ جائیے اور دیکھئے کہ لوگ مجھ درویش کی آگیا کا پالن کیسے کرتے ہیں۔ نیز جنتا میں قانون کا احترام اور ڈسپلن کیسا ہے۔ یہ آپ کو دکھائے گا۔

دونوں نمائندے پرنام کر کے کرمچاری کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ بھوجن کر چکنے کے بعد کرمچاری انہیں ساتھ لے کر شہر کے بیچ ایک چوک میں پہنچا۔ وہاں ایک طرف بنے ہوئے ایک دیوان خانہ میں انہیں بٹھا کر دروازے کے پاس لگے ہوئے ایک سیاہ پتھر کی شلا پر جو راجیہ گھوشنا لکھنے کے لئے کام میں آتا تھا۔ مندرجہ ذیل الفاظ لکھ دیئے۔

"آج کے دن جو پُرش اس راستے سے گذرے اپنی تمام نقدی۔ زیورات و قیمتی کپڑے۔ شال دوشالے اتار کر یہاں رکھتا جاوے "بحکم پردھان منتری"

یہ لکھ کر وہ کرمچاری دونوں نمائندوں کے پاس آکر بیٹھ گیا نمائندے دیوان خانہ کی کھڑکیوں میں کھڑے بازار کی طرف دیکھتے رہے۔ راستہ چلتے ہوئے لوگ اس شلا کے پاس پہنچے۔ لکھے ہوئے شبد پڑھتے اور شلا کو پرنام کر کے اپنا سامان اتار کر وہاں رکھتے خاموشی سے آگے بڑھ جاتے۔

شام تک اس شلا کے آگے دھرتی پر مختلف قیمتی چیزوں کا بہت بڑا ڈھیر لگ گیا۔ جڑاؤ کنگن۔ انگوٹھیاں۔ طلائی کڑے نقدی سے بھری تھیلیاں۔ شال دوشالے ڈھیروں وہاں جمع ہو گئیں۔ اندھیرا ہونے لگا تب کرمچاری نے کہا۔ چلئے اب آپ کو مہمان خانے میں پہنچا دیا جاوے۔

نمائندے جو حیرت زدہ ہو کر دن بھر اس عجیب نظارہ کو دیکھتے رہے تھے حیران ہو کر ایک نے کہا۔ یہ اتنا بڑا ڈھیر، یہ

قیمتی اشیا کیا یونہی پڑی رہیں گی ؟ کیا فوجی گارد کا پہرہ نہیں لگے گا ۔ اگر کوئی اُٹھا کر لے گیا تو ؟

کرمچاری نے کہا :۔ بے شک یہ تمام سامان رات بھر اسی جگہ اسی طرح پڑا رہے گا ۔ ہمارے دیش میں چوری نہیں ہوتی کوئی کسی کی چیز نہیں اٹھاتا ۔ اس لئے گارد کی ضرورت نہیں ۔

" یونہی بنا حفاظت پڑا رہے گا ؟" دونوں نمائندے ایک ساتھ بول اُٹھے ۔

کمال ہے پھر ایک نے کہا ۔ اب آگے کیا ہوگا ۔

کرمچاری نے کہا :۔ کل آپ کے آنے پر مزید کارروائی کی جائے گی ۔ آئیے چلیں ۔

دونوں نمائندے حیرانی سے سامان کے ڈھیر کو دیکھتے ہوئے کرمچاری کے ساتھ واپس لوٹ آئے ۔

اگلے دن جب دونوں نمائندے کرمچاری کے ساتھ مقررہ جگہ پر پہنچے تو واقعی ہر چیز جیوں کی تیوں وہیں پڑی تھی ۔

عجیب دیش ہے ۔ عجیب ہیں یہاں کے لوگ ۔

کرمچاری نے شلا سے پہلا لکھا ہوا مٹا کر نئی ہدایت لکھی " اس ڈھیر میں پڑی ہوئی جو چیز جس کسی کی ہو آ کر لے جاؤ (بحکم پردھان منتری) دونوں سفیر نمائندے کھڑے دیکھ رہے تھے ۔ لوگ آرام سے چلتے باری باری شلا کے پاس پہنچتے ۔ لکھی ہوئی عبارت پڑھتے پرنام کرتے اور اپنی اپنی چیزیں پہچان کر چپ چاپ پہن کر واپس چلے جاتے ۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگ اپنی اپنی چیزیں لے گئے ۔ ڈھیر ختم ہو گیا ۔

دونوں نمائندے دیکھ رہے تھے تب ایک نے پوچھا ۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی کی کوئی چیز بدل گئی ہو یا اُسے نہ ملی ہو ۔ لیکن وہ راجیہ شکتی کے بھے سے چپ دم سادھے چلا گیا ہو ۔

کرمچاری نے کہا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ۔ لوگ حکومت سے ڈرتے نہیں اپنا کرتویہ سمجھ کر حکومت کو سہیوگ دیتے ہیں ۔ پھر بھی آپ کہتے ہیں تو تسلی کر لیتے ہیں ۔ یہ کہہ کر کرمچاری نے پہلا لیکھ مٹا کر نیا لکھ دیا ۔

" جس کسی کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو ۔ وہ راجیہ کارلیہ میں سوچنا دے (بحکم پردھان منتری)

نمائندوں میں سے ایک نے پوچھا ۔ راجیہ کاریالیہ کہاں ہے ۔ کرمچاری نے کہا ۔ آپ جہاں کھڑے ہیں ۔ یہ دیوان خانہ ہی راجیہ کاریالیہ ہے ۔ جو اس چوک کی انتظامیہ دیکھ بھال کرتا ہے ۔

دونوں نمائندے کھڑکی میں کھڑے دیکھتے رہے لوگ شلا پر لکھی عبارت پڑھتے اور چپ چاپ آگے بڑھ جاتے ۔ کسی نے کسی قسم کی شکایت نہ کی ۔ — شام ہو گئی ۔

ایک نمائندے نے حیرت سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا :۔ آپکا دیش واقعی سداچاری لوگوں کا دیش ہے پہلے تو اتنی قیمتی چیزوں کو بلاتعدیق رکھ جانا اور پھر اپنی اپنی چیز اُٹھا کر خوشی سے لے جانا ۔ عجیب بات ہے ۔ نہ کسی کی کوئی چیز تبدیل ہوئی نہ گم ہوئی ۔

کرمچاری دونوں نمائندوں کو لیکر پردھان منتری کی جھونپڑی پر پہنچا ۔ نمائندوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا ۔ آپ دھنیہ ہو ۔ اور دھنیہ ہے آپکی پرجا ۔ یوں تیاگی بنکر اتنے بڑے دیش کی حکومت چلانا واقعی حیران کن اور عجیب مثال ہے

سچا دیش بھگت

از قلم کوی کرشن چندر روی نئی دہلی

سچا جو دیش بھگت ہے بھگتی کیا کرے　　اندر ہی اندر بھگتی کی مے کو پیا کرے
یہ رام نام جس کے ہے اندر ہی رم گیا　　آنند اُس کے ہردے میں ہر دم بسا کرے
بے زر امیر دیکھ کر یونہی جلا کرے　　جسکا ہے جو نصیب وُہ خود ہی مِلا کرے
ٹھگ آدمی کو پڑتی ہے آخر خُدا کی مار　　دھوکا فریب دُنیا میں دو دِن چلا کرے
بن آگ ہی جلا دیگی بے کس کے دل کی آہ　　کیونکر کسی غریب پہ ظالم جفا کرے
دولت لُٹاؤ جان بھی قربان کیجئے　　قوم و وطن کی بہتری تب ہی ہوا کرے
باہم لڑیں گے نیتا تو پرجا دُکھی رہے　　دانہ کے ساتھ ساتھ تو گھُن بھی پِسا کرے
طُوفان ہیں زلزلے کہیں قہرِ خُدا ' غدر　　دُنیا میں جو بھی چاہے وُہ خُود ہی خدا کرے
ہر سُو پربھُو اس دیش میں خوشحالیاں رہیں　　جیسے چمن بہاروں میں پھُولا پھلا کرے
غیروں کے درد و غم میں جو ہو گا بشر شریک　　بندہ وُہی خُدا کا جو سب کا بھلا کرے
کامل فقیر دُوئی کو دل سے نکال دے　　ہر اک کی بہتری کی وُہ دِل سے دُعا کرے
زر دار کے تو غم ہیں ہیں ساقی روی ہزار　　بے کس غریب دُکھ کا وُہ کس سے گلا کرے

گیتا کا پاٹھ کا مدھین گائے ہے اے روی
مانگو مُراد اس سے جو وُہ ہی ملا کرے

مہابھارت کا شانتی پرب

(گذشتہ سے پیوستہ)

(سلسلہ کے لئے دیکھیں سالنامہ شانتی انک ۱۹۷۸ صفحہ ۱۸۹)

بھیشم جی کا راجہ کے دھرم اور گنوں کا ورنن کرنا

ویشم پائن جی کہتے ہیں:۔ اس کے بعد یدھشٹر نے شری کرشن اور بھیشم جی کو پرنام کر کے سب گوروجنوں کی آگیا لیکر پرشن کیا۔ **یدھشٹر بولے:۔** پتامہ! دھرم کے جاننے والے ایسا مانتے ہیں کہ راجہ کا دھرم شریشٹھ ہے۔ اس لئے آپ مجھے راج دھرم کو وستار کے ساتھ سنائیے۔ راجہ کے دھرموں میں دھرم ارتھ کام اور موکش سب شامل ہیں۔ جیسے گھوڑے کو قابو میں رکھنے کے لئے لگام اور ہاتھی کو وش میں رکھنے کے لئے انکس ہے۔ اسیطرح سب سنسار کو مریادا کے اندر رکھنے کے لئے راج دھرم رسی کا کام دیتا ہے۔ پراچین رشیوں نے جس کا سیون کیا ہے۔ اس راج دھرم میں اگر راجہ موہ وش پرماد کر بیٹھے تو سنسار کی ویوستھا ہی بگڑ جاتی ہے۔ اور سب لوگ ویاکل ہو جاتے ہیں۔ جیسے سورج چڑھتے ہی اندھکار ناش ہو جاتا ہے۔ اسی پرکار راج دھرم نشٹوں کی اشبھ گتی کا نوارن کرتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے مجھے راج دھرم کا ہی اپدیش کیجئے۔ کیوں کہ آپ سمپورن دھرماتماؤں میں شریشٹھ ہیں۔ ہم سب لوگوں کو آپ سے ہی دھرم اپدیش مل سکتا ہے۔ بھگوان کرشن جی آپ کو بدھیمانوں میں شریشٹھ مانتے ہیں۔

بھیشم جی نے کہا۔ میں مہان دھرم کو وشو بدھاتا شری کرشن کو اور سب برہمنوں کو نمسکار کر کے سناتن دھرموں کا ورنن کر رہا ہوں۔ یدھشٹر! تم دھیان دے کر میرے اپدیش کو سنو۔ کرو شریشٹھ راجہ کے لئے سب سے پہلے اپنی پرجا کو پرسن رکھنا ضروری ہے۔ اس کے لئے وہ دیوتاؤں کا پوجن اور برہمنوں کا پورن سنمان کرے۔ کیوں کہ دیوتاؤں اور برہمنوں کے پوجنے سے وہ دھرم کے رن سے مکت ہوتا ہے۔ اور ساری پرجا اس کا آدر کرتی ہے۔ بیٹا! تم ہر جے کے لئے سدا پرشارتھ کرتے رہنا۔ پرشارتھ بنا صرف دیو (قسمت) سے راجاؤں کا کام سدھ نہیں ہوتا۔ اگرچہ کاریہ کی سدھی میں دیو اور پرشارتھ دو نوں سادھارن کارن ہیں تو بھی میں ان میں سے پرشارتھ کو ہی شریشٹھ مانتا ہوں۔ اگر کوئی شروع کیا ہوا کام خراب ہو جائے تو اس کے لئے من میں دکھ نہ ماننا۔ اپنے کو سدا پرشارتھ میں لگائے رکھنا یہی راجاؤں کی پردھان نیتی ہے۔ ستیہ کے بغیر دوسری کوئی بھی چیز راجاؤں کو سدھی دینے والی نہیں ہے۔ ستیہ پرائن راجہ اس لوک میں اور پرلوک میں بھی سکھ پاتا رشیوں کے لئے بھی ستیہ ہی پرم دھن ہے۔ اسی طرح راجاؤں کے لئے بھی ستیہ کے سوا دوسرا کوئی سادھن وشواس دلانے والا نہیں ہے۔ جو راجہ گن وان شیل وان من پر قابو رکھنے والا۔ کومل سبھاو والا۔ دھرم پرائن۔ جتیندریہ۔ پرسن مکھ اور دانی ہے وہ

کبھی راج لکشمی سے بھرشٹ نہیں ہوتا۔ کرُونندن! سدا نرم برتاؤ کرنیوالے راجہ کی بات کوئی نہیں مانتا۔ اور سدا سخت برتاؤ کرنے والے راجہ سے لوگ تنگ آجاتے ہیں۔ اسلئے تمہیں وقت کے مطابق کوملتا اور کٹھورتا دونو کا ہی استعال کرنا چاہیئے۔ بیٹا! تم برہمنوں کو کبھی ڈنڈ نہ دینا۔ اس وشئے میں منوجی نے جو شلوک کہے ہیں۔ ان کے بھاؤ کو تمہیں سدا اپنے ہردے میں رکھنا چاہیئے۔ اگنی جل سے، کھشتری برہمن سے، اور لوہا پتھر سے پرگٹ ہوا ہے۔ ان سب کا تیج دوسری جگہ کام دیتا ہے۔ لیکن اپنے کو پیدا کرنے والے کارن میں جاکر شانت ہو جاتا ہے۔ جب لوہا پتھر پر مارا جاتا ہے۔ آگ پانی میں لگائی جاتی ہے۔ اور کھشتری برہمن سے دویش کرنے لگتا ہے۔ تو یہ تینوں ہی دربل پڑ جاتے ہیں۔ اور دکھ اٹھاتے ہیں۔ یہ سوچ کر تمہیں سدا برہمنوں کو نمسکار کرنا چاہیئے۔

اگرچہ ایسی بات ہے تو بھی اگر برہمن ہی تینوں لوکوں کو ہانی پہنچانے لگیں تو ان کو بھی بازو بل سے دباکر ڈنڈ دینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ اس وشئے میں کرپا آچاریہ نے دو شلوک کہے ہیں۔ ان کے سار کو گرہن کرو۔ برہمن ویدانت کا وِدوان ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ شستر اٹھاکر یدھ میں سامنا کرنے کے لیئے آرہا ہو تو دھرم پالن کرنیوالے راجہ کو اپنے دھرم کا پالن کرتے ہوئے اسے ضرور قید کر لینا چاہیئے۔ اس برہمن سے نشٹ ہوتے ہوئے دھرم کی جو رکھشا کرتا ہے۔ وہی دھرمگیہ ہے۔ آتتائیوں[1] کو مارنے سے پاپ نہیں مانا جاتا۔ کرودھ میں بھرے ہوئے آتتائی کو تو اس کا کرودھ ہی نشٹ کرتا ہے۔ یہ ضرور دھیان رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر براہمن اپرادھ کرے تو اُسے جلاوطنی کی سزا دینی چاہیئے۔ اُسے شریرک ڈنڈ نہ دینا چاہیئے۔ جیسے بسنت رتو کا سورج نہ تو زیادہ ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ اور نہ کڑی دھوپ ہی کرتا ہے۔ اسی پرکار راجہ کو بھی نہ بہت نرم ہونا چاہیئے۔ اور نہ بہت سخت، پرتیکش، انومان، اُپمان اور آگم۔ ان چاروں پرمانوں سے اپنے پرائے کی پہچان کرنی چاہیئے۔ تم سب پرکار کے شغلوں کو چھوڑ دینا۔ کیوں کہ کسی بھی شغل (عیب۔ جوا کھیلنا۔ تاش کھیلنا وغیرہ) میں آسکت منشوں کا سنسار میں اپمان ہوتا ہے۔

پرجا کے لیئے راجہ کا برتاؤ گربھ وتی استری کا سا ہونا چاہیئے۔ جیسے گربھ وتی استری اپنے من کو اچھے لگنے والے پدارتھوں کو چھوڑ کر وہ پدارتھ کھاتی ہے جس سے گربھ کے بالک کی بھلائی ہو۔ اسی طرح دھرماتما راجہ کو بھی اپنی بھلائی کا خیال نہ کر کے پرجا کی بھلائی کے خیال کو ہی سمکھ رکھ کر کام کرنا چاہیئے۔

ہے پانڈو نندن! تم دھیرج کا بھی کبھی تیاگ نہ کرنا۔ جو اپرادھیوں کو ڈنڈ دینے میں سنکوچ نہیں کرتا۔ اور سدا دھیرج رکھتا ہے۔ اُس راجہ کو کبھی بھے نہیں ہوتا۔ نوکروں کے ساتھ زیادہ ہنسی مذاق نہیں کرنا چاہیئے۔ اس میں جو برائی ہے اُسے سنو۔ نوکر لوگ زیادہ منہ لگیں تو مالک کا اپمان کر بیٹھتے ہیں۔ اپنی مریادا پر قائم نہیں رہتے۔ اور سوامی کی آگیا کا اُلنگھن کرنے لگتے ہیں یہی نہیں وہ راجہ پر بھی حکم چلانے لگتے ہیں اور رشوت لے کر جعلسازی کر کے راج کے کاموں میں وگھن ڈالا کرتے ہیں۔ بناوٹی ٹھاٹ باٹھ کیے پھرنے لگتے ہیں۔ پتہ نکال کر راجہ کے سارے راج کو چوس لیتے ہیں۔ رنواس کے پہرے داروں سے مل کر اندر جانے لگتے ہیں۔ اور راجہ کے سمان ٹھاٹ باٹھ کیے پھرنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ سوامی کے نزدیک بے شرمی کا بیوہار کرتے اور اُس کی گپت باتیں بھی پرگٹ کر دیتے ہیں۔ ہنسی مذاق کرنے والے اور کومل سبھاؤ والے راجہ کو پاکر نوکر لوگ اس کا نرادر کرنے لگتے ہیں۔ اور اس کی

---

[1] آگ لگانے والا، (۲) زہر دینے والا (۳) ہاتھ میں شستر لے کر مارنے والا (۴) دھن کا چھیننے والا (۵) زمین چھیننے والا اور (۶) استری کا چھیننے والا۔ چھ طرح کے اپرادھی آتتائی کہلاتے ہیں۔

سواری میں رہنے والے ہاتھی، گھوڑے اور رتھ پر بھی اکیلے چڑھ کر گھومتے ہیں۔ عام دربار میں بیٹھ کر دوستوں کی طرح برابری کا برتاؤ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ "راجن! آپ سے اس کام کا ہونا کٹھن ہے۔ آپ کا یہ برتاؤ بُرا ہے۔" راجہ کو غصے ہوتے دیکھ کر ہنس دیتے ہیں۔ اور اگر وہ ان نوکروں کا سنمان بھی کرے تو وہ پرسن نہیں ہوتے۔ راجہ کی خفیہ باتیں اور اس کی کمزوریاں کو دوسروں پر ظاہر کر دیتے ہیں۔ اور اس کی آگیا کی پرواہ نہیں کرتے۔ پاس ہی کھڑا ہو کر راجہ سنتا رہتا ہے۔ اور وہ نربھے ہو کر اس کے زیور پہنتے، کھاتے، نہاتے اور چندن لگانے وغیرہ کی دل لگی اڑایا کرتے ہیں۔ ان کے ذمے راجہ جو کام لگاتا ہے۔ اس کو وہ بُرا بتاتے ہیں۔ اور چھوڑ بھی دیتے ہیں۔ انہیں جتنی تنخواہ دی جاتی ہے۔ اتنے سے سنتوش نہیں ہوتا۔ جیسے لوگ ڈوری میں بندھی ہوئی چڑیا کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی راجہ کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں۔ اور سادھارن لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ راجہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اس پر ہمارا ہی حکم چلتا ہے۔" یدھشٹر! راجہ جب ہنسی مذاق کرنے والا اور کومل سبھاؤ کا ہو جاتا ہے۔ تو اوپر بتائے ہوئے اور دوسرے بھی بہت سے دوش پرگٹ ہو جاتے ہیں۔

یدھشٹر! راجہ کو محنتی ہونا چاہیئے۔ جو استری کی طرح بیکار بیٹھا رہتا ہے۔ اس راجہ کی پرشنسا نہیں ہوتی۔ اس وشے میں شکر آچاریہ کا کہا ہوا ایک شلوک ہے۔ جس کا بھاو اس پرکار ہے۔ جیسے سانپ بل میں رہنے والے چوہوں کو نگل جاتا ہے۔ اسی طرح دوسرے راجاؤں سے لڑائی نہ کرنے والا راجہ اور گھر نہ چھوڑنے والا برہمن۔ ان دونوں کو پرتھوی نگل جاتی ہے۔ یعنی وہ پرسنارتھ نہ کرنے پر مر جاتے ہیں۔ جو صلح کرنے کے یوگیہ ہوں۔ ان سے میل ملاپ کرو۔ جو ورودھ کے پاتر ہوں۔ ان سے ورودھ کرو۔ راج کے سات انگ ہیں۔ راجہ، منتری، متر، خزانہ، دیش، قلعہ اور سینا۔ ان میں سے کسی کے بھی برخلاف اگر کوئی آچرن کرے تو وہ گورو ہو یا متر، مار ڈالنے کے ہی یوگیہ ہے۔ مہاراجہ مُرت کا کہا ہوا ایک پرانا شلوک ہے جو برہسپتی کے مت انوسار راجہ کے ادھیکار پر پرکاش ڈالتا ہے۔ اس کا بھاو یوں ہے۔ "گھمنڈ میں بھر کر کرتویہ اکرتویہ کا دھیان نہ رکھنے والا اور کمارگ پر چلنے والا منش اگر اپنا گورو ہو تو بھی اس کو دنڈ دینے کا سناتن ودھان ہے۔ راجہ سگر نے نو نگر کے لوگوں کا ہت کرنے کی اچھا سے اپنے بڑے پتر کا تیاگ کر دیا تھا۔ اس کا نام تھا اسمنجس" وہ پڑوسیوں کے بالکوں کو پکڑ کر سرجو ندی میں ڈبو دیا کرتا تھا۔ اس کے لیئے پتا نے اسے گھر سے نکال دیا۔ اس لیئے پرجا کو پرسن رکھنا ہی راجہ کا سناتن دھرم ہے۔ ستیہ کی رکشا اور بیوہار میں سرلتا بھی راجہ کا کرتویہ ہے۔ دوسروں کا دھن چوپٹ نہ کرے۔ جس کو جو کچھ دینا ہو وقت پر دینے کا پربندھ کرے۔ پراکرمی، ستیہ وادی اور کشما شیل بنا رہے۔ ایسا کرنے والا راجہ کبھی ستیہ مارگ سے بھرشٹ نہیں ہوتا۔

جو من کو قابو میں کیئے ہوئے ہے۔ جس نے کرودھ کو جیت لیا ہے۔ جسے شاستر کے تاتپریہ کا نشچے ہے۔ جو دھرم ارتھ، کام اور موکش کی پراپتی میں لگا رہتا ہے۔ اور اپنے گپت وچاروں کو دوسروں پر پرگٹ نہیں ہونے دیتا۔ وہ راجہ ہونے کے یوگیہ ہے۔ راجہ کو چاروں ورنوں کے دھرموں کی رکشا کرنی چاہیئے۔ سنسار کو دھرم سنکرتا سے بچانا اس کا سناتن دھرم ہے۔ راجہ کسی پر بھی وشواس نہ کرے۔
جو پُرش بالکل ہی وشواس کرنے یوگیہ ہو۔ اس پر بھی مکمل وشواس نہ کرے۔ راج نیتی کے چھ گن ہوتے ہیں۔ سندھی[1] (ملاپ)

۱؎ اگر شترو اپنے سے طاقتور جان پڑے تو اس کے ساتھ صلح کر کے میل جول بڑھا لینا چاہیئے۔ یہ سندھی نامی گن کہلاتا ہے۔

لڑائی[1]۔ یان[2]۔ آسن[3]۔ دویدھی[4] اور سمشرآشرہ[5] ان سب کے گن دوشوں پر سدا نگاہ رکھے۔

یم راج کے سمان انصاف کرنے والا ہو۔ اور کبیر کے سمان دھن کا بھنڈار اکٹھا کرے۔ ستھان، وردھی اور کھشئے کے کارن بھوت۔ دش ورگوں کا سدا دھیان رکھے (منتری) دیش، قلعہ، خزانہ، اور ڈنڈیہ پانچ پرکرتی کہے گئے ہیں۔ یہ ہی اپنے شترو پکش کے ملا کر دش ورگ کہے جاتے ہیں۔ اگر دونوں کے منتری وغیرہ سمان ہوں تو یہ دونو پکشوں کی ستھتی کو قائم رکھتے ہیں۔ ایسے ستھان کہتے ہیں۔ اگر اپنے پکش میں منتری بُدھی بل اور نیتی میں بڑھ کر ہوں تو یہ وردھی (ترقی) کے سادھک ہوتے ہیں۔ اور کمی ہو تو یہ کھشئے یعنی ہانی کے کارن بنتے ہیں۔ جن کے پالن پوشن کا اور کوئی پربندھ نہ ہو تو اُن کے پالن پوشن کا پربندھ خود راجہ کرے۔ راجہ کو سدا پرسن چت اور ہنس مکھ رہنا چاہیئے۔ بزرگوں کی سیوا کرے۔ آلسیہ اور لوبھ کو تیاگ دے۔ سنیہ پُرشوں کے بیوہار میں من کو لگا دے۔ من کو سدا اسنشٹ رکھنے کا سبھاؤ بنائے۔ سریشٹھ پُرشوں کا دھن نہ چھینے۔ دُشٹوں سے دھن لے کر ستیہ پُرشوں کو دان کرے۔ خود ڈنڈ اور ٹیکس لے اور دُوسروں کو دان دے۔ من کو وش میں رکھے۔ وقت پر دان دے۔ اور سدا شدھ سداچاری ہے۔ جو شُور ویر اور بھگت ہوں جنہیں دُشمن کبھی اپنی طرف نہ کر سکے۔ جو کلین تندرست اور سداچاری ہوں۔ وُہ نیک صحبت میں رہتے ہوں۔ راجہ کی عزت کا خیال رکھتے ہوں۔ دُوسرے کا اپمان نہ کرتے ہوں۔ دھرم پرائن، سادھو اور پربتوں کے سمان درڑھ نشچے والے ہوں۔ شاستر گیہ لوک بیوہار میں چتر اور دُشمن کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنے والے ہوں۔ راجہ ایسے لوگوں کو ہی اپنا سہائک بنا دے۔ اُنہیں اپنے سمان ہی آرام دے۔ اُن کے کھانے پینے اور سُکھ دُکھ کا خیال رکھے۔ صرف چھتر دھارن اور حکومت کرنا ان ہی دو باتوں کا ادھیکار اپنے پاس اُن سے زیادہ رکھے۔ باقی سب سُکھ آرام جو اپنے کو ملتے ہوں وہی اُن کو دے۔ سامنے اور پیچھے اُن سب کے ساتھ ایک سا ہی برتاؤ کرے۔ ایسا کرنے والے راجہ کو کبھی کشٹ نہیں اُٹھانا پڑتا۔ جو سب پر شک کرتا ہے اور سب کے دھن کو لُوٹتا ہے۔ وُہ لوبھی اور کُٹل راجہ اپنی ہی پرجا کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ جو راجہ باہر اور بھیتر سے شُدھ رہ کر پرجا کے دل کو جیت لینے کی کوشش کرتا ہے وُہ دُشمنوں سے ہار کھانے پر بھی اُن کے وش میں نہیں پڑتا۔ ہار جانے پر بھی اپنی پرجا کی سہائتا سے پھر اپنے راج کو پالیتا ہے۔ جو کرودھ نہیں کرتا کسی عیب میں نہیں پھنستا۔ ہلکا ٹیکس لگاتا ہے۔ اندریوں پر قابو رکھتا ہے۔ وُہ سب لوگوں کا وشواس پاتر بن جاتا ہے۔ جو بُدھیمان۔ تیاگی۔ شترووں کی کمزوری سمجھنے میں ماہر ہے۔ چاروں ورنوں کے نیائے انیائے کو جاننے والا۔ کرودھ کو جیتنے والا۔ اُدار چت۔ کومل سبھاؤ والا۔ کام کرنے میں محنتی اور اپنی پرشنسا سے دُور رہنے والا ہے۔ جس کے راج میں منش نربھے ہو کر وچرتے ہیں۔ وُہی راجاؤں میں سروشریشٹھ ہے۔

جس کے راج میں رہنے والے شہری نیائے اور انیائے کو سمجھتے ہوں۔ جس کے دیش کے لوگ اپنے دھرم کرموں میں لگے ہوئے ہوں۔ شریر میں آسکتی نہ رکھنے والے، جتیندریہ، وش میں رہنے والے۔ آگیا کا پالن کرنے والے، جھگڑوں سے دُور رہنے والے۔ اور دان میں رُچی رکھنے والے ہوں۔ وُہی دراصل راجہ ہے۔ جس راجہ کے راج میں چھل، کپٹ، کُٹل نیتی، مایا اور حسد نہیں ہوتا۔ اُسی کے راج میں سُکھ ہوتا ہے۔ جو وِدوانوں کا آدر کرتا ہے اور شاستر ارتھ کا چنتن اور پراپکاری کاریہ میں لگا رہتا ہے۔ جو ستیہ پُرشوں کے مارگ پر چلتا اور دان کیا کرتا ہے شترو جس کے گپت وچاروں کو نہ جان سکیں۔ جاسوسوں کو نہ پہچان سکیں وُہ ہی راجہ راج کرنے کے قابل ہے۔ راج چاہنے والے راجاؤں کیلئے پرجاؤں کی رکھشا سے بڑھ کر اور کوئی سناتن دھرم نہیں ہے۔

---

[1] اگر دوراندیشی بل مال ہو تو لڑائی جاری رکھنی چاہیئے۔ [2] شترو کو کمزور سمجھ کر اس کے قلعہ پر حملہ کر کے اس کی پوری طاقت کو کچل دینا یان کہلاتا ہے۔ [3] اگر شترو بہت طاقتور ہو تو اس کے قلعے پر چھپ کر حملہ کرنا اور آتم رکھشا کرنا آسن کہلاتا ہے۔ [4] اگر چڑھائی کرنیوالا شترو درمیانے درجے کا ہے تو اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ اور بھاؤ دکھلا کر اسے قابو میں کرنے کی کوشش کرنا آدھی سینا قلعہ میں رکھ کر اپنی آتم رکھشا کرنا اور آدھی کو بھیج کر شترو کے جنگی سامان اور رسد وغیرہ کو ہانی پہنچانا وغیرہ یہ دویدھی بھاؤ گن ہے۔ [5] کسی دوسرے راجہ سے مدد لے کر شترو کو پچھاڑنا یہ سمشرآشرہ گن ہے۔

ایک خط

ای۔۱۷، آنند نکیتن نیو دہلی
۷-۱۲-۷۷

آدرنیہ نندہ صاحب! نمسکار

اوم کا تازہ شمارہ نظر نواز ہوا۔ کرم ارزانی کے لئے شکریہ

سب تخلیقات معیاری ہیں اور توصیف سے بالاتر ہیں۔ صفحہ ۲۵ پر سنیما اور ریڈیو سے متعلق فحش اور نو نشریات کے بارے میں میرے پیر و مرشد مہاں منڈلیشور شری سوامی گورچرن داس جی مہاراج پردھان بھارت سادھو سماج کی طرف سے پردھان منتری شری مُرارجی ڈیسائی کی سیوا میں جس بدعت کے بارے میں مناسب سدباب کی گزارش کی گئی ہے وہ اشلیل پرچار واقعی قابل مذمت ہے

میں نے گزشتہ دنوں ۷۸-۱۲-۸ کو اسی موضوع پر بھارت سرکار کے وزیر نشریات شری ایڈوانی کی خدمت میں جو مراسلہ بھیج کر انکی توجہ اس روز افزوں بدعت کی طرف مبذول کرائی تھی اس کی نقل آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ مناسب خیال فرمائیں۔ تو اوم کے کسی قریبی شمارہ میں شائع فرمائیں۔ اگرچہ اس بحرانی دور میں کسی سدباب کی توقع تو خیالِ خام ہے۔

کس کا دل تڑپتا ہے درد کے فسانے پر ہم کہے تو جاتے ہیں کون سننے والا ہے

پھر بھی سوامی جی مہاراج کی ہم نوائی ہم سب پر لازم ہے۔ انہوں نے جس اخلاقی گراوٹ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اُسکی طرف سے بے پروائی اور چشم پوشی قوم کے لئے خطرناک ثابت ہو رہی ہے۔ یہ وہ میٹھا زہر ہے جو ہمارے معاشرے رگ و پے میں سرایت کر رہا ہے اور اس کا مہلک اثر نوعمر لڑکے لڑکیوں کی فطرتاً عریاں پسندی اور بد اخلاقی کی صورت میں رونما ہو رہا ہے۔ اس خطرناک صورتِ حال کو سننے۔ سمجھنے۔ دیکھنے اور سوچنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس دور میں اس کا سدباب نہ ہوا جب کہ بھارت سرکار کی باگ ڈور محترم مرارجی بھائی، اور ایڈوانی صاحب اور راج نرائن صاحب جیسے سلجھے ہوئے رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے۔ تو اور کب ایسی بدعتوں کو ختم کرنے کا وقت ہوگا۔ اس کے خلاف موثر آواز بلند کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ نقل مراسلہ حسب ذیل ہے:۔

قابلِ احترام جناب ایڈوانی صاحب! آداب عرض

گزشتہ تیس برسوں میں بہت بار اخبارات میں آپ کے بیانات پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہا ہے۔ راشٹریہ سوئم سنگھ سے بھی وابستگی رہنے کی وجہ سے آپ کے نام نامی کو سن کر نیز آپ کا فوٹو سماچار پتروں میں دیکھ کر آپ سے غائبانہ تعارف رہا ہے جس دن سے آپ ہند سرکار میں محکمہ اطلاعات و نشریات کے وزیر بن کر جنتا سرکار میں شامل ہوئے ہیں۔ آپ کی خدمت میں عرض گزار ہونے کی سوچتا رہا ہوں۔ مگر خط لکھنے میں یہ خیال مانع رہا کہ نہ جانے آپ کیسے کیسے اہم قومی مسائل میں اُلجھے ہوئے ہونگے اور کہ نہ جانے میرے گزارش نامے پر کیا گزرے۔

حال ہی میں عوام کے مفاد کے پیش نظر فلم انڈسٹری اور آکاش بانی کے طریقۂ کار میں اصلاح کرنے اور صحت مند اقدار کو فروغ دینے سے متعلقہ اخبارات میں آپ کے بیان پڑھ کر یہ خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

آپ نے بذاتِ خود ملاحظہ فرمایا ہوگا ملک میں گزشتہ دس پندرہ برسوں میں بن کر منظرِ عام پر آنے والی فلموں کا معیار کسقدر

پست اور قبیح ہو گیا ہے۔ عریانی ہے کہ حد سے نکل کر "مادر پدر آزاد" ہو چکی ہے۔ فلمی گانے اس قدر گھٹیا اور لچر ہیں، کہ ان کو سینسر بورڈ کی پسند اور لکھنے اور گانے والوں کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔

آپ نے بھی تو اوروں کی طرح محسوس کیا ہوگا۔ کہ ریڈیو پر دن رات نشر ہونے والے فلمی گیت ایسے بیہودہ، بے معنی' اور لچر ہیں کہ باپ' بہو اور بیٹی' بھائی بہن' اور بیٹیاں ماں کی موجودگی میں بے شرم ہو کر سننے تو سنے۔ غیرت تو اجازت نہیں دیتی۔

کیا آپ توجہ ارزانی فرما کر اس 'بدعت'، جو فلم اور ریڈیو کے ذریعے عام ہو کر ہند میں بدکیشی اور بدکرداری کو فروغ دینے کا موجب بن رہی ہے، کا انسداد فرمانے کی سعی فرمائیں گے؟

جنتا کی خدمت کے لیے آپ کے عزم اور حوصلے کی بلندی اور بہ حیثیت وزیر فرض کی ادائیگی میں خوش اطواری کیلئے آپ کی کامیابی کا طالب

میں ہوں آپکا نیازمند رشی پٹیالوی

یہ حیاتِ بے ثبات

از قلم رشی پٹیالوی

کوئی سوچے کون سے دن کے لئے ہے یہ اثاث
ٹوٹ جائیں گی طنابیں دیکھتے ہی دیکھتے
ہو رہیں گے منترد سود و زیاں کے سلسلے
غیر و غیر اپنے بھی دامن کشاں ہو جائیں گے
ہو کے عالم کا سماں ہو گا نظر کے سامنے
یوں نظر آنے لگے گی بے سے زندگی
ظلمتِ بے انتہا چھا جائیگی چاروں طرف
اس قدر ہے زعم جس پر اتنا جس پہ ناز ہے
کوئی دم کا کھیل ہے حسن و شبابِ رنگ و بو
آرزوئیں، ولولے، ارماں سب مٹ جائینگے
صورت ایسی ہے تو کوئی چارۂ ہستی کریں
سانس جو باقی ہیں بس ان کو غنیمت جان کر
ہیں اگر تو نیکیاں ہیں ساتھ جانے کے لئے
یا بالآخر وہ دولت یاد خدا کام آئے گی

ساتھ کس کے جائے گا یہ ساز و سامانِ حیات
خاک میں مل جائے گا اک روز ایوانِ حیات
ختم ہو جائے گا آخر کاروبارِ زندگی
دفعتاً اٹھ جائے گا سب اعتبارِ زندگی
کارواں تو کارواں ہوگی نہ گردِ کارواں
جس طرح طوفاں زدہ ہو کشتیٔ بے بادباں
تیرگی میں ڈوب جائیگی شعاعِ زندگی
کچھ نہ ہونے کے برابر ہے متاعِ زندگی
یہ طلسم آرائی و عالم فنا ہو جائے گا
دفعتاً جب سازِ ہستی بے صدا ہو جائے گا
تھام لیں گرتی ہوئی دیوار کو تدبیر سے
کیوں نہ ہم یکسر بدل دیں خاک کو اکسیر سے
اور سرمایہ اگر کچھ ہے تو وہ ایمان ہے
اے رشی تن کا قفس اپنا نہ اپنی جان ہے۔

گائے کا دُودھ

از قلم پنڈت ایشر داس جی شرما پی ٹی ماسٹر نئی دہلی

بکری اور بھیڑ تو چھ ماہ کا عرصہ بچہ پیٹ میں رکھ کر بچہ جنتی ہے۔ اور شیر دار ہو سکتی ہے۔

گائے ۹ چاند (ماہ) اور ۹ دِن — بھینس ۱۰ چاند (ماہ) اور ۱۰ دِن

گھوڑی ۱۱ چاند (ماہ) اور ۱۱ دن — گدھی ۱۲ چاند (ماہ) اور ۱۲ دِن

اونٹنی ۱۳ چاند (ماہ) اور ۱۳ دِن

دوسری طرف عورت (استری) ۹ چاند (ماہ) اور ۹ دن گائے کے برابر عرصہ میں بچہ جنتی ہے۔ اسواسطے گئو ماتا اور انسانی ماتا برابر کے عرصہ میں شیر دار ہونے کی وجہ سے گائے کو ماں کا درجہ ملا۔ نیز گائے کا دُودھ انسانی بچہ کے لئے اتنا ہی مُفید ہوتا ہے۔ جتنا کہ اپنی جننی کا۔ گائے کا دُودھ زُود ہضم اور طاقتور ہوتا ہے۔ اور بدھی یعنی عقل سلیم کو دینے والا ہوتا ہے۔ جس سے آتم گیان کے حاصل کرنے نیز حساب (ریاضی) اور علم جیوتش کے سمجھنے کی بدھی پراپت ہوتی ہے۔

بھینس کا دُودھ اگرچہ گائے کی نسبت زیادہ مقدار میں اور گھی بھی زیادہ نکلتا ہے۔ مگر یہ شریر کو موٹا بھدا۔ اور عقل (بدھی) کے دویہ پرمانوؤں کا ناش کرتا ہے۔ اور انسان میں پشو بدھی پیدا کرتا ہے۔ اور رُوحانی علم کے سمجھنے میں انسان قاصر رہتا ہے۔ اسی لیئے پراچین بھارت نواسی رشیوں نے گائے کا دُودھ ہی استعمال کیا جس سے اُن کی بدھی وید اور شاستروں کے دقیق مسلے کو سمجھنے کے قابل بنی۔ گائے کا دُودھ امرت کے سمان ہے۔ اس کے استعمال سے شریرک اور مانسک روگ دُور ہوتے ہیں۔ اور انسان تندرستی کی نعمت کو حاصل کر کے سو سال کی آیو تک زندہ رہتا ہے۔ گائے کے دُودھ سے پُھرتیلا پن اور محنت کرنے کی شکتی پیدا ہوتی ہے۔ گائے کے دُودھ سے پلا ہوا بیل کھیت میں ۲۴ گھنٹے کام کرنے پر بھی تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا۔ لیکن بھینس کے دُودھ سے نشو و نما حاصل کر کے ایک بھینسا نہ تو زیادہ بوجھ ہی اُٹھا سکتا ہے اور نہ ہی زیادہ گھنٹے کام ہی کر سکتا ہے۔ بھینس کا دُودھ جسم میں موٹاپا پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے زیادہ استعمال سے انسان سست الوجود بن جاتا ہے اور زیادہ محنت نہیں کر سکتا۔ لیکن گائے کا دُودھ استعمال کرنیوالا ستوگنی۔ شانت۔ محنتی۔ سلیم العقل۔ تیجسوی۔ دھارک بنیمی۔ کام اور کرودھ کو جیتنے کی شکتی رکھتا ہے۔ گائے کے دودھ سے سمرن شکتی (یادداشت) بڑھتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ پراچین کال کے رشی مُنی چار وید اور چھ شاستروں کو ازبر کر لیتے تھے۔ اور اپنے شِشیوں کو بھی زبانی یاد کرا دیتے تھے۔ جو سبق وہ ایک دفعہ پڑھ لیتے تھے۔ عُمر بھر اُسے یاد رکھنے کی سمرتھا رکھتے تھے۔

(بقیہ صفحہ ۶۳ پر دیکھئے)

صحت کے متعلق نہایت مفید واقفیت

از قلم پروفیسر نرمل چندر جی

۱۔ جسمانی بناوٹ:۔ اعضاء کے افعال اور زندگی کے قوانین کا علم نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہم اپنے جسم کی مشین کو جلدی ہی بگاڑ دیتے ہیں۔ ہمیں کوئی بیمار نہیں کرتا۔ ہم خود اپنی جہالت اور بے اعتدالی سے بیمار ہوا کرتے ہیں۔

۲۔ خوراک:۔ جو غذا کھاؤ۔ اُسے خوب چباؤ۔ ہاضمہ کا عمل منہ میں ہی شروع ہو جاتا ہے۔ بہت کھانے سے طاقت بڑھنے کی بجائے گھٹتی ہے۔ بہت گھی کھانا مُضر ہے۔ جو شخص آدھ سیر دودھ پیتا ہے اُسے گھی کی ضرورت ہی نہیں۔ آدھی چھٹانک روزانہ گھی کافی ہے۔ گھی کو بہت گرم کرنے سے وُہ بھی بنسپتی گھی سا رہ جاتا ہے۔ کچی سبزیوں کا کھانا بہت مُفید ہے۔ سبزیوں اور پھلوں کو کھانے سے پہلے ان کا دھو لینا ضروری ہے۔ گاجر۔ مولی۔ شلغم۔ خربوزہ۔ تر۔ کھیرہ وغیرہ چیزیں قیمتی پھلوں سے زیادہ مفید ہیں۔ حتےٰ الامکان بازاری چیزیں خاص کر جو ٹھنڈی ہوں۔ مت کھاؤ۔ کُلفیاں بہت مُضر ہیں کبھی ان کا استعمال نہ کرو۔ گوشت خوری کی عادت بھی کئی طرح کی بیماریوں کا موجب ہوتی ہے۔

۳۔ پانی:۔ گرمیوں میں پیاس لگنے پر پانی پیو۔ شربت کی مٹھاس جسم کے اندر گرمی پیدا کرتی ہے۔ ہر حالت میں برف سے بچ کر رہو۔ برف اور سوڈا برٹی بے احتیاطی سے تیار کئے جاتے ہیں۔ اس لئے صحت کے لیئے بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ جب برت رکھو۔ پانی برابر پیتے جاؤ۔ ورنہ فائدہ کی بجائے نقصان ہوگا۔ پسینہ آنے کے سبب موسم گرما میں بہت پانی پینے کی ضرورت ہے۔ ساکن پانی مُردہ اور بہتا ہوا پانی جاندار ہوتا ہے۔ کنوئیں کی نسبت نلکوں کا پانی بدرجہا بہتر ہے۔

۴۔ ہوا:۔ ہوا بھی خوراک ہے۔ بدبُو کو زہریلا مواد سمجھو۔ اور اس لئے بدبُو محسوس کرنے کے بعد پانی سے کُلی کرنا ضروری ہے۔ گہرے سانس لو۔ منہ ڈھانپ کر سونے کی عادت نہایت مُضر اور گندی ہے۔ لُو چل رہی ہو تو کمرے کو بند نہ کرو۔ لُو مُضر نہیں۔ مگر بند ہوا بہت نقصان دہ ہوتی ہے۔ جس کی ٹی۔ بی۔ بیماری کا گھر ہے اور کمرے سے لگاتار ہوا نکالنے کا بندوبست ساتھ ہی موجود نہ ہو۔ جب صاف ہوا زور سے چلنے لگے۔ سب دروازے اور کھڑکیاں کھول دیا کرو۔ گھر صاف ہو جائے گا۔ جہاں تک ہو سکے۔ کھُلی ہوا میں رہو اور کام کرو۔ حتےٰ الامکان کھُلی ہوا میں سویا کرو۔ اگر کمرے کے اندر سونا پڑے تو اُس کی کھڑکیاں اور روشن دان کھُلے رکھو۔

۵۔ نہانا وجسم کی صفائی:۔ جہاں تک ہو سکے۔ گرم پانی سے غسل نہ کرو۔ اعضائے تنخصیت کو خاص طور پر صاف رکھو۔ جیسے جُوٹھا پانی پینا اچھا نہیں۔ اسیطرح ایسے جسم اور خاصکر اعضائے تنخصیب کے لئے استعمال کرنا بڑی غلطی ہے۔ اعضائے تنخصیت کی صفائی مُنہ پر چمک لایا کرتی ہے۔ چہرہ ہی بتلا دیتا ہے کہ اعضائے تنخصیت صاف ہیں یا غلیظ۔ کھُردرے تولیے سے جسم کو اور خاص کر چہرے کو زور سے پونچھا کرو۔ غسل خانہ صاف ہو۔ اس میں کوئی غلیظہ یا فالتو شے موجود نہ ہو۔ گھرے کی صفائی پر

مدِنظر رکھو۔ منہ یا جسم پونچھنے کے لئے ایک تولیہ مت استعمال کرو۔ بالٹی۔ صابون دانی بالکل صاف ہوں۔ ہٹڑی کے پیندے کو بھی دیکھا کرو۔ منہ (دہان) جراثیم کا اڈا ہے۔ کیونکہ اس میں ہوا روشنی نہیں ہوتے۔ اس کے اندر سخت اندھیرا اور خوراک کے اجزا رہتے ہیں۔ اِسلئے دانتوں اور زبان کی صفائی بہت ضروری ہے۔ خاص کر کھانے کے بعد۔ سب سے اچھا برش داتن ہے لیکن اگر برش استعمال کرنا پڑے۔ تو استعمال کے بعد اس پر نمک چھڑک رکھو۔ ایسا کرنے پر وہ جراثیم سے محفوظ رہ کر بیماریوں کا موجب نہ ہوسکے گا۔ چھالوں کو صاف رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔

۶۔ کچن:۔ صرف ضروری چیزیں اس کے اندر ہوں۔ اس کے اندر مکھی داخل نہ ہونے پائے۔ دھوئیں کے لئے پورا انتظام ہو روشندان ہر وقت کھلے رہیں۔ کھانے کی چیزیں ہوا کے سامنے کھلی نہ رہیں۔ جالی کا استعمال بہت اچھا ہے۔ جو شخص کھانے پینے کی چیزیں مکھی سے بچانے کی احتیاط نہیں کرسکتا وہ غذا کی صفائی کو جانتا ہی نہیں۔ رسوئی میں جو پونے استعمال کئے جائیں۔ وہ بالکل صاف ہوں۔ اور رسوئی تیار کرنے والے کے بال۔ کپڑے۔ ناک۔ منہ۔ حلق اور ناخن بالکل صاف ہونے چاہئیں۔ جوٹھے برتنوں کا استعمال نہ کیا جائے۔ نہ اس کے اندر جوتی چپل یا کھڑاؤں لے جانے کی اجازت دی جائے۔

۷۔ گھر اور اس کے سامان کی صفائی:۔ تمہارے اندر اتنا ویراگ تو ہو کہ گھر کو غیر ضروری چیزوں سے صاف کرسکو۔ بامعنی سجاوٹ کے سوا فضول تصاویر۔ کھلونے وغیرہ کمرے میں مت رہنے دو۔ دریاں اور قالین بیماریوں کے گھر ہیں۔ انہیں اٹھا دو۔ نوار کو اگر ہر ماہ میں ایک بار صاف نہیں کرسکتے۔ تو یہ بیماری اور غلاظت پیدا کرے گی۔ اور اس حالت میں اس کا نہ ہونا ہی بہتر ہے اس کے اندر جراثیم کو رہنے کا بڑا موقع ملتا ہے۔ الماریوں کے پیچھے صفائی کا خیال رکھو۔ ورنہ وہاں جراثیم کو اپنی بستیاں بسانے کا کھلا موقع مل جائے گا۔ کبھی مکان کو سامان سے بھر دینا صحت کے لئے خطرناک ہے۔ صرف بالضرورت سامان رکھو۔ فالتو سامان دوسروں کو مفت دینے میں بخل سے بچ کر رہو۔ چارپائیوں کے پائے۔ اور ان کا بان صاف ہو۔ بالوں کو گھر میں نہ بکھرنے دو۔ کنگھی اور صفائی کے برش کو ہمیشہ صاف رکھو۔ انہیں کھولتے ہوئے پانی کے ذریعے صاف رکھو۔ کمرے کے کونوں یا چھت میں جالے نہ لگنے پائیں۔ اگر گھر صاف نہیں ہیں تو شہر کی صفائی اسی طرح ہی فضول ہے۔ جیسے جسم کو اندر اور باہر سے غلیظ رکھتے ہوئے صاف کپڑوں کا پہننا۔ گھروں کی اندرونی صفائی کے بغیر شہر کی صفائی بیماریوں کے پیدا ہونے سے روک نہیں سکتی۔ مکھیاں اور مچھر ایک گھر سے دوسرے گھر میں بیماریاں لیجایا کرتے ہیں۔

گائے کا دودھ (بقیہ صفحہ ۶۱) گائے کا دودھ ہمیشہ کپڑے سے چھان کر اور خوب گرم کرکے تین اُبالے دیکر پینا چاہئیے۔ حضرت محمدؐ صاحب نے فرمایا کہ گائے کا دودھ تو امرت ہے۔ لیکن گائے کا گوشت زہر ہے۔ اس سے لاعلاج امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

گائے کے گوبر سے زراعت کو ترقی ملتی ہے۔ گائے کے گوبر سے زمین میں تین سال تک طاقت رہتی ہے۔ بھینس کے گوبر سے دو سال۔ بکری کی مینگنی دو سال کے بعد زمین کے لئے مفید بنتی ہے جبکہ وہ گل جاتی ہے۔ لیکن گائے کا گوبر فوراً اثر کرتا ہے۔ مہلک جراثیم کو مارتا ہے صحت کے لئے جو مفید جراثیم ہیں۔ اُن کو تقویت دیتا ہے۔

گئو مانس کھانا مضر ہے اسلئے اسے کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ علمائے حکمت یونانی والوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر اس گوشت کے پکانے کے لئے چولہے کے نیچے پیپل کی لکڑی کی آگ جلائی جائے تو کھانے والے کو کوہڑ اور سفید کوہڑ وغیرہ موذی بیماریوں کا امکان رہتا ہے۔ اسلئے بھارت کے رشیوں نے اس کا کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔

نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں

از قلم شری موہن جی نہال

اگر پار نیا لگانی ہے تم نے ۔ طوفاں نہ دیکھو یہ چپو سنبھالو
ڈوب جانے کا خطرہ دلوں سے بھلا کر کشتی کو کھولو سمندر میں ڈالو
نکالو سبھی خام خیالی جو دل کی وہم اپنے دل سے سبھی تم نکالو
نئی ہمت جنہوں نے دکھائی جہاں میں ترقی کے زینے پہ آخر چڑھے ہیں
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں ہمیشہ وہ نیچے سے اُوپر چڑھے ہیں

کرو حوصلہ قدم آگے بڑھانا ۔ اپنی یہ نیا کنارے لگانا
سبھی ولولے جو دلوں میں تمہارے ذرا آگے بڑھکر ہیں تم دکھانا
گو طوفاں ہے برپا بھیانک یہ منظر مگر تم نے ہرگز نہ یاں ڈگمگانا
لہروں سے کھیلو سمندر میں اُترو سمندر جو اُترے وہی یاں ترے ہیں
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں ہمیشہ وہ نیچے سے اُوپر چڑھے ہیں

پرتاپ شوا ۔ گوبند سنگھ بہادر ۔ ہندوستاں کی جو تھے ایک چادر
لوہا ظلم سے لیا تھا انہوں نے دیش سیوا کو نکلے تھے خود دکھ اُٹھا کر
مغلوں سے ٹکر گو آساں نہیں تھی ۔ ہمت کی اُن میں نہ لیکن کمی تھی
خود دکھ اُٹھایا نہ سر کو جھکایا کمر بستہ جنگ کو وہ گویا کھڑے ہیں
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں ہمیشہ وہ نیچے سے اُوپر چڑھے ہیں

گنگا جل

(از شری خیراتی رام جی پوری بی ایس سی)

ओं गंगे च यमुने चैव गोदावरी सरस्वति ।
नर्मदे सिन्धु कावेरी जले ऽस्मिन सन्निधिं कुरु ॥

گنگا ویدوں کے زمانے سے ہی ہندوستان کی واحدنیت کی نشانی کے طور پر مقدّس تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ ہر ہندو اشنان کے وقت گنگا۔ جمنا۔ سندھ۔ کاویری۔ سرسوتی۔ گوداوری۔ نربدا کا نام لیتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا شلوک سے ظاہر ہے۔ ایک دریا شمال کا نام دوسرے جنوب کے دریا سے وابستہ ہونے کا مطلب یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ ہندوستان ایک غیر منقسم ملک ہے علاوہ ازیں کہا جاتا ہے۔ گنگا گیتا گائیتری تینوں مکتی کی داتی ہیں۔ گیتا اور گائیتری پر ہزاروں کتب چھپ چکی ہیں۔

شہنشاہ اکبر کے متعلق آئین اکبری میں ابوالفضل نے لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر گنگا جل ہی پیا کرتے تھے۔ اور خاص ترسیل کا انتظام تھا۔ یہ سلسلہ اورنگ زیب کے وقت بھی جاری تھا۔ انگریزوں کو اس کی صفات کا تب پتہ چلا جب وہ سمندری جہازوں میں اسے پینے کے لئے لیجانے لگے۔ ان دنوں نہر سویز بنی تھی۔ اور جہاز افریقہ کا چکر لگا کر جاتے تھے۔ انگلستان سے دریائے ٹیمز Thames کا پانی لیکر چلتے جو تقریباً ایک ہفتہ بعد خراب ہو جاتا۔ مگر کلکتہ سے گنگا کا پانی تین ماہ تک خراب نہ ہوتا اسلئے وہ اس کے ڈرم بھر کر ہمیشہ جہازوں میں موجود رکھتے اور یہ دنیا کا چکر لگا کر آنے کے بعد بھی تر و تازہ رہتا۔

ان حالات سے متاثر ہو کر آجکل کے سائنس کے دلدادہ اصحاب نے اس کا کیمیائی تجزیہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ رڑکی یونیورسٹی کے محکمہ کیمیائی chemistry Dept نے رشی کیش سے گنگا جل کا نمونہ لے کر تجربات شروع کئے۔ اس کی رپورٹ اخبار سٹڈے سٹینڈرڈ مورخہ ۲۶/۹/۷۷ میں شائع ہوئی ہے۔ جسکا اختصار حاضر خدمت ہے۔

گنگا جل کے اصلی حالت میں رہنے کے متعلق تین نظریات قائم کئے گئے ہیں۔

۱۔ ایسے کیمیاوی مرکبات کی موجودگی جو ریڈیو ایکٹو ہیں
۲۔ ایک قسم کے خوردبینی اجسام کی موجودگی جن کو بالوفیکس کہتے ہیں۔ جو بکٹیریا فنا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔
۳۔ دریا کی تہ میں ایسے مرکبات کی موجودگی جو اس کی اصلی حالت قائم رکھ سکیں۔

اب ہم تبدریج ان نظریات پر غور کریں گے۔

(۱) ریڈیو ایکٹو مرکبات کی موجودگی:۔ کئی دھاتیں ایسی ہیں جن سے ریڈیائی شعاعیں نکلتی ہیں۔ اور ان کی قلیل سے قلیل مقدار بھی بکٹریا فنا کر سکتی ہیں۔ دیگر کئی دھاتیں مثلاً چاندی۔ لوہا۔ تانبا کرومیم بکٹیریا کو تہ نشین کر کے ان کو ختم کر دیتی۔ یا شرارت

کے ناقابل بنا دیتی ہیں۔

تازے گنگا جل میں بکٹیریا فائدہ مند وغیر فائدہ مند پائے گئے وُہ پہلے دو دن تو بڑھتے رہے تیسرے دن سے کم ہو کر چھٹے دن ختم ہو گئے۔ اور آٹھویں دن بالکل نہ رہے۔ دُوسرے دریاؤں کے پانی میں پہلے دو دن چار پانچ گنا بڑھے اور ١٥ دن کے بعد بھی قائم رہے۔ جمنا کے پانی میں پہلے چند دن گھٹتے بڑھتے رہے اور ١٤ دن کے بعد بھی قائم تھے۔

ریڈیولوجیکل RADIOLOGICAL امتحان سے اس میں بسمتھ ٢١٤ پایا گیا۔ جو یورنیم ٢٣١ کے شکستہ ہونے سے بنتا ہے۔ گو مقدار بہت قلیل تھی مگر بکٹیریا فنا کرنے کے لیے کافی تھی۔

گنگا جل کو مقطر کر کے اس کا اثر ہیضہ، پیچش کے جرثومہ E. Coli پر دیکھا گیا۔ یہ ان کو برباد کرنے میں نہایت کامیاب ثابت ہُوا۔

٢. خوردبین سے معائنہ کرنے پر اس جل میں بکٹیریوفیگس کی موجودگی پائی گئی۔ یہ جرثومہ کیسہ جات (Cells) (جس سے تمام جاندار اجسام نباتات وحیوانات کی ساخت ہوتی ہے) ان کی بیرونی حد والی دیوار کو کھا کر اُسے فنا کر سکتا ہے۔ یہ اس جل کو خراب ہونے سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

٣. گنگا جل کے نیچے تہ کی ریت میں بھی مذکورہ بالا E. Coli کو فنا کرنے کی صلاحیت پائی گئی۔ عام طور مٹی کو گرم کرنے سے اس کی کسی شے کو پیدا یا فنا کرنے کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں ریت کو ٨٠٠ ڈگری سینٹی گریڈ تک گرم کرنے کے بعد بھی اس کی بکٹیریا فنا کرنے کی طاقت موجود رہی۔

اس سے سائنسدان بہت متاثر ہوئے کہ آج سے ہزارہا سال پہلے ہمارے رشیوں نے ان صفات کو کیسے جانا۔ اور سب سے بڑے بڑے شہر کانپور بنارس الہ آباد (پریاگ) پٹنہ۔ کلکتہ اس کے کنارے بسائے۔ روزانہ ہندو لاکھوں کی تعداد میں اس کے کنارے کھڑے ہو کر اپنے بزرگان کا نام لے کر ترپن کرتے ہیں۔ بلکہ جن دوسرے جنم کی رُوحوں سے کوئی واسطہ نہیں ان کو بھی پانی دیتے ہیں۔ ایک شلوک جس کا بھاؤارتھ حسب ذیل ہے۔

"یعنی دیوتا۔ اُسر یکش۔ ناگ۔ گندھرب۔ راکشش۔ پشاچ۔ گرہ یک (مخفی پریت وغیرہ) سدھ۔ درخت پرندے زمین میں رہنے والے سانپ۔ چوہے وغیرہ۔ ہوا میں رہنے والے۔ نرک میں پڑے ہُوئے سزا کاٹ رہے ان کو میں پرتیی سے جل دیتا ہوں۔ وُہ اسے حاصل کریں۔ جو میرے رشتہ دار ہیں۔ یا رشتہ دار نہیں یا جو دُوسرے جنموں میں میرے رشتہ دار تھے۔ جن کو مجھ سے پانی ملنے کی اُمید ہے وُہ سب ترپت ہوں۔

علاوہ ازیں وُہ سورج کے آگے پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ ہے تیجومئے بھگوان آپ اس داس پر کرپا کریں اور اس کے بعد دو گھونٹ گنگا جل پی کر گنگا مائی کی جے کہہ کر چل دیتا ہے۔

کہتی ہے ہمیں خلقِ خدا غائبانہ کیا؟

ادم پریمیوں کے تعریفی خطوط

آدرنیہ شری نندہ جی!

سادر ہری سمرن۔ جنوری ۱۹۷۸ء کا سالنامہ "شانتی انک" دھنیواد پُوروک مل گیا ہے۔ آپ کے پریم کا بڑا ہی آبھاری ہوں، جو آپ ہر ماہ اور ہر سال 'ادم' رُوپی امرت کا پَوِتر کلش پتریکا کے رُوپ میں ہمارے پریوار میں بھیج کر ہمیں کرتارتھ کرتے ہیں۔ اس بار آپ نے شری وشنو سہسر نام کو اردو میں پہلی مرتبہ بہت شُدھ اور صاف شبدوں میں شائع کر کے اردو پڑھے وِشنو بھگتوں پر بہت ہی اُپکار کیا ہے۔ پروفیسر میکس مُولر جنہیں سنسکرت والے موکش مُولر کہہ اُن کا آدر کرتے ہیں کے سمبندھ میں اردو لٹریچر میں یہ پہلی جانکاری ہے۔ جو ادم کے شانتی انک میں شائع کی گئی ہے۔ ایسے ہی بھگوان کرشن کی گوربانی میں اُستوتی بھی بہت کمال کی ہے۔ اس استوتی سے یہ سِدھ ہوتا ہے کہ ہندو دھرم کے رکھشک گورو صاحبان بھگوان کرشن کے بہت بڑے اُپاسک تھے۔ جو بات شاید آج کے سکھ بھائیوں کو عجیب سی لگے گی۔ ان تمام گنوں سے بھرپور شانتی انک جیسے انمول رتن کے سپھل پرکاشن کے لئے آپ اور شری بھائی برہمانند جی نندہ بہت بہت ودھائی کے پاتر ہیں۔ بھگوان آپ کو اور زیادہ شکتی پردان کریں۔

کدار ناتھ پربھاکر راج جیوتشی سہارنپور ۱۰/۱/۷۸

بخدمت جناب رہنمائے خلق! تسلیم

مُبارک مُبارک نیا برس ہر دم　　ترقی تمدن کی راہوں پہ چل کر
کرو، خدمتِ خلق تم زندگی میں　　جیبیں ادم سب اور رہے نہ کوئی غم

سالنامہ ۱۹۷۸ء شانتی انک پڑھا۔ آپ دُنیائے فن و آداب اور مخلوق پروردگار پر جو رُوحانی برکت کا بیش بہا خزانہ بانٹ کر بھولے بھٹکے انسانوں کو ایشور کی عظمت اور ذرہ ذرہ میں پنہاں عظیم شکتی کا پرچار کر کے رُوحوں کو پَوِتر آتما سے ملاپ کرنے کا صحیح طریقہ تبلا رہے ہیں۔ اُس کے لئے دُنیا میں کوئی دوسری ایسی پستک جدید ماڈرن دَور میں ملنی مشکل ترین مسئلہ ہے۔ رسالہ ادم کی عظمت اور مقبولیت ستاروں کی مانند درخشاں رہے گی۔

وجے لال ریڈیو سنگر
لُدھیانہ ۱۲/۱/۷۸

بخدمت اقدس　　شری گورکھ ناتھ جی نندہ! سادر نمسکار، جے جگت

میرا پیارا آدم سالانہ شانتی انک ۹ تاریخ کو مل گیا تھا۔ آدھے سے زیادہ پڑھ لیا ہے۔ بہت آنند آ رہا ہے۔ دُکھی، چنتت اور پریشان رُوحوں اور آتماؤں کے لیئے یہ شانتی انک بہت شانتی دائیک ثابت ہوگا۔ اور آبِ حیات کا کام دیگا۔

ساری نظم و نثر ایک سے ایک بڑھیا ہے۔ جیون کو بدلنے والے راہ راست دکھانے والے مضامین سے یہ سالنامہ پُر ہے۔ گویا گذشتہ سبھی سالناموں کا اس میں عرق نچوڑ کے رکھدیا ہے۔ مہاتما کانشی رام جی چاولہ کا اندازِ بیان کمال کا ہے۔ ان کا ایک ایک لفظ دل کو چھو جاتا ہے۔ اور باعث راحت و تسکین قلب ہوتا ہے۔ ان کے مضامین شروع کر کے تمام پڑھ لیئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں کرتا۔ میں نے تو ان کے دسوں مضمون ایک ہی بیٹھک میں پڑھ ڈالے۔ آنند نہیں پرم آنند پراپت ہُوا۔ اس عمر (۹۰ سال) میں ایسے مضامین لکھنا انہیں کا ہی کام ہے۔ کمال ہے۔ بھگوان ان کو اچھا سواستھ پردان کریں تاکہ طویل عرصہ تک ناظرین آدم ان کے نیک وچاروں اور اُپدیشوں سے مستفید ہوتے رہیں۔

پولیس جیسے محکمہ میں رہتے ہوئے شری نریندر ناتھ جی شرما نے جو روحانی ارتقا حاصل کیا ہے۔ اور نظم و نثر میں کمال حاصل کیا ہے۔ اس کے لیئے وہ ودھائی کے مستحق ہیں۔ ان کا طرزِ بیان قابلِ صد ستائش ہے

شری حکیم رمیلا داس جی کے تو کیا کہنے۔ یہ تو دل و دماغ کے تالوں کو کھول دیتے ہیں۔ اور سرور جاودانی دل و دماغ میں بھر دیتے ہیں۔ اسی طرح سبھی شعراء حضرات و لیکھکوں نے کمال کیا ہے۔ اور اپنی کلا کا کماحقہ مظاہرہ و پردرشن کیا ہے۔

حقیقت میں پیارے آدم کی ترقی و ہردلعزیزی (دیش و ودیش میں) کا سہرا شری ~~تمام~~ انہی شعراء کرام و لیکھکوں کے سر ہے جن کے مضامین پیارے آدم کی زینت بنتے ہیں۔ یہ سبھی ودھائی کے مستحق ہیں۔ اور آپ کا انتخاب بھی لاجواب ہے۔ اسلیئے آپ سب سے زیادہ ودھائی کے مستحق ہیں۔ میں آپ کے رسالہ آدم سے ۴۰ برس سے مستفید ہو رہا ہوں۔

ادب و احترام کے ساتھ

نیاز و عافیت کیش رتن چند دیہلو نارکنڈہ نواسی ہماچل پردیش ۱۵/۱/۷۸

مانیہ ور شری نندہ جی۔ سادر نمسکار۔

آپ کی طرف سے بھیجی ہُوئی رسالہ آدم کے شانتی انک کی دو کاپیاں بذریعہ ڈاک موصول ہوئی تھیں۔ بہت بہت دھنیہ باد۔ ایک کاپی میں نے اپنے لیئے رکھ لی ہے۔ اور دوسری کاپی مشن کی لائبریری کے لیئے دیدی ہے۔

آپ سب نے جس لگن۔ محنت اور صدق دلی سے مذکورہ انک کو اتنا نکھرا ہُوا روپ دیا ہے۔ اُس کے لیئے آپ کی جتنی تعریف کی جائے وُہ کم ہوگی۔ اُردو زبان جس کا رواج اب رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔ اس رسالہ کو بہت کامیابی سے جاری رکھنا آپ کی قابلیت اور محنت کا ہی نتیجہ ہے۔ اُردو زبان کے دلدادہ جو اب عموماً بڑھاپے کی منزل میں سے گزر رہے ہیں۔ آپ کے اس رسالہ کا کس گرمجوشی سے استقبال کرتے ہوں گے۔ اور اس سے اُن کو کس قدر خوشی اور اطمینان کا احساس ہوتا ہوگا

اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ آپ کی یہ خدمت ہندو دھرم کے سدھانتوں، ہمارے دھرم شاستروں میں دیئے گئے خزانہ کو بنا سنوار کر عام جنتا کے فائدہ کے لیئے اُن تک پہنچاتے ہیں بہت حد تک کامیاب ثابت ہو رہی ہے۔ بھگوان آپ کو معہ ممبران پریوار ہر طرح سے خوش و خرم رکھیں اور ہم سب آپ کی ادارت سے کی جا رہی اس سیوا سے دیر تک مستفید ہوتے رہیں۔ یہ ہم سب کی دلی خواہش ہے۔ مذکورہ انک کے لیئے مہربانی کر کے ہماری مبارکباد قبول فرمائیں۔

بھارت بندھو شرما بی۔اے۔بی۔ٹی

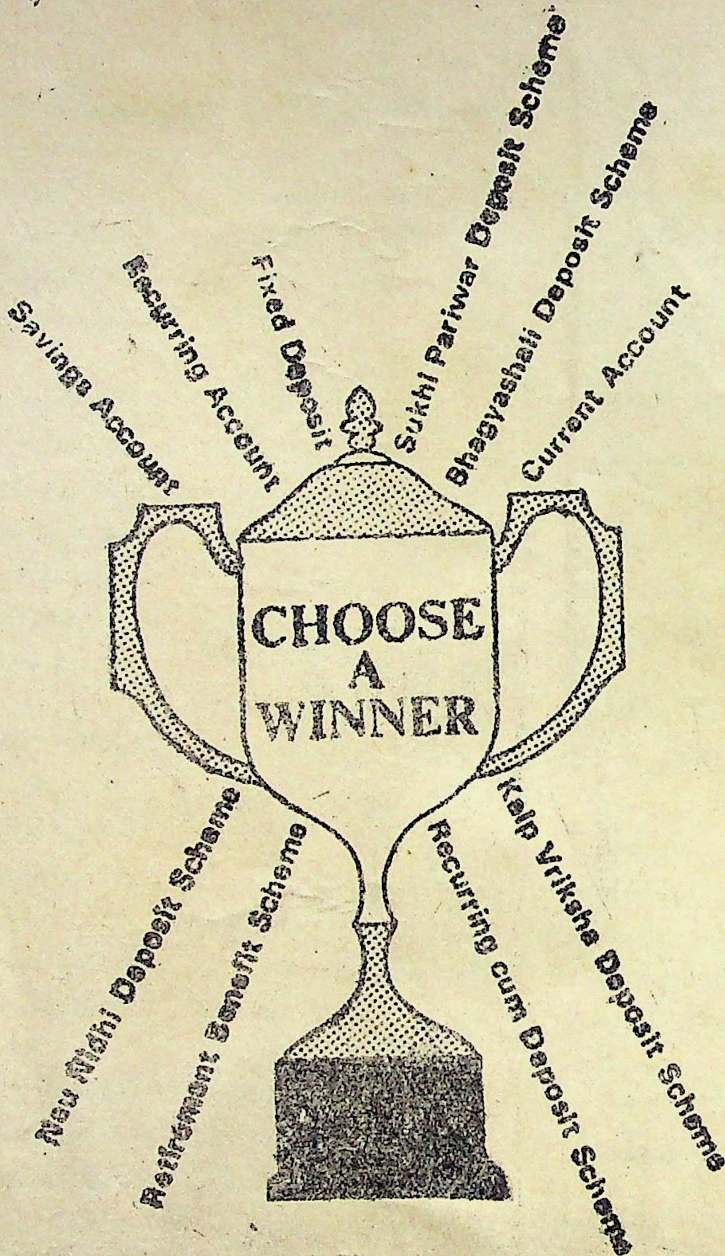
سیکرٹری سوامی رام تیرتھ مشن۔ نئی دہلی ۳۱/۱/۷۸

کرم فرمائی مکرمی بندہ نند صاحب نمسکار

مرسلہ شانتی انک بابت ماہ جنوری فروری ۱۹۷۸ء موصول ہو کر باعث مسرت ہوا۔ واقعی شانتی انک شانتی کا سمندر ہے جس سے جگیاسو دلی شانتی پا سکیں گے۔ جس ترتیب سے شانتی انک تکمیل پایا ہے۔ تعریف سے بے نیاز ہے۔ محترم مضمون نگار حضرات نے نہایت محنت اور جانفشانی سے شانتی انک کو صحیح معنوں میں شانتی ساگر بنانے کے لیئے سعی فرمائی ہے۔ باعث صد مبارک ہے۔ بھگوان جملہ مضامین نگاران کو صحت اور عمر دراز عطا فرما کر اسی طرح مشعلِ راہِ ہدایت بنائے رکھیں۔ اور آپ کو ان قیمتی مضامین کی ترتیب دیتے رہنے کے لیئے مدتِ دراز تک تندرستی کی نعمت عطا فرمائیں۔

خیر اندیش حکیم جانن رام شرما وفا پٹیالہ ۲۶/۱/۷۸




Savings Account
Recurring Account
Fixed Deposit
Sukhi Pariwar Deposit Scheme
Bhagyashali Deposit Scheme
Current Account
CHOOSE
A
WINNER
Nau Nidhi Deposit Scheme
Retirement Benefit Scheme
Recurring cum Deposit Scheme
Kalp Vriksha Deposit Scheme

MARCH : 1978
Regd. No. of the Newspaper R.N.660/57
Monthly 'OM' Delhi
P.O. Regd.No.D(D)-68
Vol.46